رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون ... (انہ اوی ربہ)

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی جہاد در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگونسی عہ ۱۲

نمبر ۳۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷- اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۷ اشعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

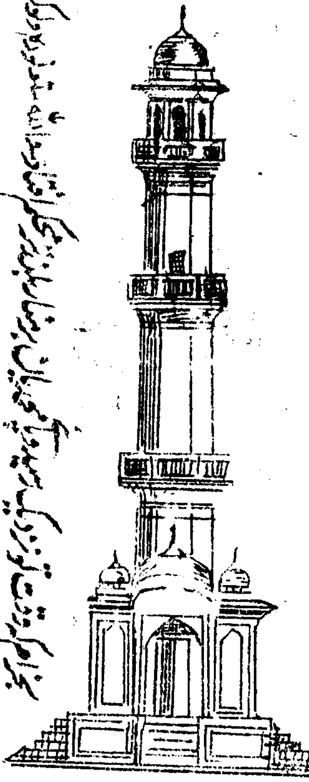

فہرست مضامین

(۱) مرحوم مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ } صہ اوّل
" دار الامان کا ہفتہ
(۲) مراسلت صہ ۲-۳
(۳) ... جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ صہ ۴ تا ۸
(۴) یادگار کریم } صہ ۹-۱۰
... من معہ
(۵) ... ت و رویا - ضروری اطلاع
" ... وفات شہادت آیات
" ... الملتہ مولوی عبد الکریم
" ... اللہ عنہ -
(۶) ... ت صہ ۱۱-۱۲

مرحوم مخدوم الملتہ (رضی اللہ عنہ)

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پایندہ و باقی ست خدا خواہد بود

آخر ۱۱- اکتوبر ۱۹۰۵ء چہار شنبہ کے دن ظہر اور عصر کے مابین ۲½ بجے کے قریب وہ واقعہ پیش آیا جسکا ایک عرصہ سے خوف لگ رہا تھا یعنے حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ نے عالم جاودانی کو رحلت کی

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا عبد الکریم لمحزونون + مخدوم الملتہ کی وفات جو ایک قسم کی شہادت ہے ایک مفصل آرٹیکل لکھوانا چاہتی ہے مگر مین اسوقت اس قابل نہین کہ دل دردمند کو ڈھارس دیکر اسپر کچھہ لکھہ سکون - ہان اللہ تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اسی مہینے مین انشاء اللہ العزیز مین اپنے محسن و مخدوم (رضی اللہ عنہ) کے کوچ کے حالات اپنے ناظرین کو سناؤن گا + اسوقت مین یہ نوٹ بطور ایک عام خبر کے درج کرتا ہون اور ناظرین کو یادگار کریم کے عنوان سے لکھے ہوئے نوٹ کی طرف توجہ دلاتا ہون اور چاہتا ہون کہ احمدی بہائی مرحوم و مغفور کا جنازہ غائب پڑہین + مرحوم کا ڈہیر میرے گھر کے سامنے ہے جب میری نظر پڑتی ہے دل کی عجب حالت ہوتی ہے ان چند سطرون کی تحریر مین بہی مرحوم کی یاد اپنا اثر کئے بغیر نہین رہتی -

مرحوم کی ایک پرانی نظم جو ۱۵- ستمبر ۱۸۸۲ء کی اپنے قلم کی لکہی ہوئی ہے اسکے چند شعر بے اختیار زبان پر آگئے ہین جواب اسکی لوح مزار زبان حال سے سنا رہی ہے - آپ بہی سن لین اور سمجھہ لین کہ جس کے گہر کے سامنے اسکا مخدوم اور محترم قبر مین پڑا ہوا ہے اسکے دل پر ان اشعار کے بے اختیار نکلنے سے کیا اثر ہو سکتا ہے اور وہ کہان تک اس مضمون کو لکھنے کے قابل ہو سکتا ہے -

عندلیب نو گرفتارم نوا نا میزنم
بے گل روئے کسے پا ہو و یا نا میزنم
کس مپرسم ناتوان افتادہ در کنج خمول
بر فراق دوستان بانگ دریغا میزنم
از سر رد و قبول اہل عالم بگزرم
حرف سری با دل دیوانہ آسا میزنم

اور کبہی

زبان حال سے وہ اپنا یہہ شعر مجھے سنا دیتا ہے

بسے با کام دل بودیم در دنیاء دون صافی*
وداعی دوستان حالا چلیدن آرزو دارم

بس اب زیادہ نہین لکھہ سکتا بجز اس کے کہ اس زمین گورستان سے کہون کہ

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار
کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

اور رب کریم کے حضور ہاتہہ اٹھا کر کہون کہ

رحمت حق باد بر روح شریفش مستدام
این دعا لیش از من و آمین زہر دیندار شد

* بہت ہی کم لوگون کو معلوم ہوگا کہ مرحوم شاعر تھے اور صافی تخلص کرتے تھے (رضی اللہ عنہ) ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہین -

۲- حکیم الامتہ کی صحت بہی الحمد للہ اچھی ہے - فاضل امروہی ۱۵- اکتوبر کو قادیان سے چلے گئے + جناب سیٹہہ عبد الرحمن صاحب مدراسی ۱۳- اکتوبر کو بروز جمعہ دار الامان پہونچے -

۳- حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ ۱۲- اکتوبر کو قبل دوپہر ایک صندوق مین رکہے گئے اور سپرد زمین ہوئے - اعلےٰ حضرت کا منشاء ہے کہ اپنی جماعت کے لئے ایک خاص زمین قبرستان کے لئے مخصوص کیجاوے اور اسکے گرد ایک احاطہ بنایا جاوے - اس مین یہہ صندوق نکال کر پہر دفن کیا جاوے -

۴- ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب خدا کے فضل و کرم سے اچہی طرح تندرست ہو کر ۱۰- اکتوبر کو واپس آگرہ چلے گئے +

۶- ۱۳- اکتوبر کی صبح کو لاہور کی جماعت کے معزز ارکان تعزیت کے لئے قادیان آئے اور واپس گئے -

مراسلت

محبت اساس معنی رس جناب اخوی منشی یعقوب علی صاحب زاد عطوفتہ

بعد اہداء تحیت سلام مکشوف ضمیر مہر تنویر ہو۔ مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ کہ آپ نے میرے مرسلہ مضمون کو اپنے اخبار گوہر بار مین جگہ دیکر طرح طرح کی تکلیفون سے رہائی بخشی۔

اب مین ملتمس ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پرچہ اہلحدیث بابت ۱۱ - اگست ۱۹۰۵ء مین ایک امر غیر محقق درج کیا ہے۔ اوسکا کشف فرماکر ایک عالم کو گرداب غفلت سے نکالینگے۔ یا گویا غار مین سوئے ہوؤن کو جگادینگے۔ اور وہ یہ ہے۔ آپ لکھتے ہین کہ غار اصحاب کہف کو ایک شخص میان جواہر قوم زرگر دیکھ آیا ہے۔ جو خواجہ اہلون سے نصف میل پر واقع ہے اوسمین اصحاب کہف چار اور ایک سوئے ہوئے ہین۔ اور اون کا کتا صحیح سالم آنکھین ہوئے بیٹھا ہے۔ جسکا سرخ و سیاہ رنگ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادھر ابھی کاٹ کہائیگا۔ اور قریب ہے۔ شہر وقیانوس کے آثار پائے جاتے ہین یہہ ملک ترکستان علاقہ چارجوی کہلاتا ہے اور رود روس کی سرحد پر واقع ہے"

گو مین اس امر کا تذکرہ مین نے مولوی ... صاحب ... لودی ننگل کے پاس کیا انہون نے ... تحقیق کرایا۔ کہ یہہ وہان کے مجاورون کی بناوٹ ہے ورنہ آج تک غار مین اصحاب کہف یا اونکی کتے کا صحیح و سالم باقی رہنا عقل نقل کے برخلاف ہے تب مجھے اس فاضل کی اس تحریر پر جو بلا ریمارک محرر ہے بڑا افسوس آیا۔ لہذا وہ تحقیق ذیل مین عرض کرتا ہون ازراہ نوازش بذریعہ نظر الحکم مین درج فرمادین۔ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہونگے۔

یہہ واقعہ نقل کے برخلاف اسواسطے ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان تین سو برس سے اوس غار سے جاتی رہی ہین۔ قال قتادة غزا ابن عباس معه حبيب ابن سلمة فمروا بالكهف فاذا فيه عظام فقال هذه عظام اصحاب الكهف فقال ابن عباس فقد ذهبت عظامهم منذ اكثر من ثلث مائة (تاریخ طبری) اور گبن صاحب کا مصنف مسٹر بارنگ گولڈ لکھتا ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیان ایک بڑی پتھر کے بکس مین بند کرکے مارسلیس واقعہ ملک اٹلی مین بھیجی گئین جو اب بھی سینٹ وکٹر کی گرجا مین دکھائی جاتی ہین انتہی عسل مصفی۔

تعجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نہ صرف اون کی لاشین بلکہ اونکا کتا بھی اب تک صحیح سالم تسلیم کرتے ہین حالانکہ زمانہ نبوی سے کئی برس پہلے اون کی ہڈیان بھی اٹھائی گئی ہین۔

ہان اس مقام مین ایک اختلاف کا رفع کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے امیر معاویہؓ کو غار کے اندر جانیسے منع کیا ہے۔ اور اس روایت مین خود آپ نے کشف حال کا بخوبی طور پر ارادہ کیا تہا جس سے آپ نے منع کیا اور خود بدولت نے سرسری نگاہ سے دیکھا ہے جو موقع کے مناسب ہوگا۔

اور یون بھی مطابقت ہوسکتی ہے کہ عوام کے لئے دیکھنا منع فرمایا ہے اور خواص کے لئے جایز رکھا گیا ہے۔ یا پہلے آپ منع سمجھتے ہونگے اور آخر مین جواز مقرر فرمادیا۔ یا **اول** ظاہر قرآن پر عمل فرمایا ہے اور **ثانیاً** بطن قرآن کی مطابق جواز کا فتویٰ دیا۔

اسکی تفصیل یہہ ہے کہ ظاہر قرآن مجید سے تو یہ سات آٹھہ بزرگون کا قصہ معلوم ہوتا ہے اور باطن مین یہ اوس قوم کی اقبالمندی کی پیشخبری ہے جو غارون اور کہون مین بسیرا رکہتی ہے۔ **ولہذا** حضرت ابن عباس نے جب اوس قوم کا لحاظ کیا ہے تو غار کا ملاحظہ منع فرمایا ہے کیونکہ قوم اوس غار کی اندر نہی بلکہ باہر میدان مین غار سے پرلی طرف چنانچہ لفظ **وهم في فجوة منه** ظاہر کر رہا ہے اور جب چند اشخاص کا لحاظ کیا ہے تو اون کے حالات بذات خود دیکھے ہین اور فرمایا کہ وہ نہ صرف مرگئے ہین بلکہ اون کی ہڈیان بھی یہان سے جاتی رہی ہین۔

اور وہ قوم بارعب غارون مین رہنے والی وہی ہے جسکے رعب کا ذکر احادیث مین بتن ہے۔ **اخرجت عبادا لي لا يدان لاحد بقتالهم** یعنے مسیح موعود کے زمانہ مین مینے وہ بندے ہیبت ناک نکالے ہین جنکے ہنگامہ کی برداشت دوہتہ لڑائی سے نہین ہوسکتی۔

ہان یہہ وہی قوم ہے جنکی خبر نہ صرف موسیٰ و مسیح نے دی بلکہ کل انبیاء علیہم السلام نے اور یہہ وہی قوم ہے کہ مسیح پر ایمان لاکر زندہ ہوئی اور اوس مین سے چند بزرگ اپنا دین لیکر غار مین داخل ہوئے **چنانچہ** تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اصحاب کہف کے زمان اور مکان مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام سے بیشتر تہی اور موسیٰ نے اون کا ذکر توریت مین کیا ہے اور اسواسطے یہود نے رسولخدا صلعم سے اون کا حال دریافت کیا تہا اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے داخل ہوئے اور مسیح علیہ السلام نے اون کی خبر دی تہی اور پہر وہ مسیح علیہ السلام کے بعد زندہ ہوئے اور بعض کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام کے بعد وہ غار مین داخل ہوئے تہے یہہ محمد بن اسحاق کا قول ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ نہ مرے ہین اور نہ قیامت تک مرین گے اور اون کے مکان کی نسبت قفال نے محمد بن موسیٰ خوارزمی منجم سے حکایت کیا ہے کہ خلیفہ واثق باللہ نے اوسکو روم کیطرف روانہ کیا تاکہ اصحاب کہف کے حالات دریافت کرے وہ کہتا ہے کہ شہنشاہ روم نے میرے ساتہہ بہت سا گروہ ہمراہ کرکے مجھے اوس مقام کیطرف روانہ کیا جہان کہا جاتا ہے کہ اون کا غار ہے جب وہان پہنچے تو مجاورون نے مجھے اندر داخل ہونیسے بہت ڈرایا لیکن مین اندر چلا گیا کیا دیکھتا ہون کہ اون کے بال اون کے سینہ پر ڈالے ہوئے تہے **ابن موسیٰ** نے کہا اور مینے شناخت کیا کہ وہ بناوٹ اور مجاور لوگون کی حیلہ سازی تہی اونہون نے ان جثون کی تدبیر کر رکھی ہے یعنی خشک ادویہ مردون کے بدن پر لگا کر رکھی ہوئی تھی تاکہ بوسیدہ ہونیسے محفوظ رہین مثلاً ایلوا وغیرہ سے آلودہ کیا ہوا تہا پہر قفال نے کہا کہ ہمارے نزدیک متحقق بات یہ ہے کہ اسبات کا یقینی علم نہین کہ یہہ وہی جگہ ہے یا وہ کوئی اور جگہ ہے جو اصحاب کہف کے اصلی غار ہے اور جسقدر خداوند تعالےٰ نے خبر دی ہے وہ قطعی امر ہے اور اہل روم کے قول کا کچھہ اعتبار نہین کہ یہی وہ غار ہے اور مین کہتا ہون کہ اون کی زمانہ و مکان کی نسبت جو علم ہے اس مین عقل کو کچھہ بہی گنجائش نہین یہہ امور نص سے مستفاد ہوسکتے ہین اور نص یہان مفقود ہے پس ثابت ہوا کہ اون کے مکان یا زمان کے معلوم کرنیکی کوئی سبیل نہین انتہا تفسیر کبیر کا مضمون خلاصةً ختم ہوا۔

اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اکثر اخبار اسامر کے موید ہین کہ وہ غار بلاد روم مین ہے اور حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ ایلہ مین ہے اور بعض نے کہا قریب طرسوس کے اور بعض نے کہا ایلہ و فلسطین کے قریب نشان دیا ہے اور بعض نے قریب نینواہ کے اور بعض نے غرناطہ اندلس مین موقع بتایا ہے۔

لفظ **رقیم** کے معنے مین بھی اختلاف ہے ابن عباس نے کہا کتاب ہے بعض نے کہا وہ جنگل ہے جسمین وہ غار ہے بعض نے گاؤن کا نام بتایا ہے۔ بعض نے کہا ہے رقیم کلب کا نام ہے بعض نے کہا اوس غار کا نام ہے جسمین تین آدمی بند ہوگئے تہے بعض نے کہا رقیم پتھر ہے اور نیز ابن عباس نے کہا وہ قلعی کی تختی ہے جسمین اون کے نام لکھے گئے تہے اور بعض نے کہا اوس مین اون کی شریعت لکھی ہوئی تہی بعض نے کہا رقیم دواة ہے بعض نے کہا **اصحاب** رقیم کا قصہ خداوند تعالےٰ نے مفصل بیان نہین فرمایا۔

ایسا ہی لفظ **کلب** مین اختلاف ہے بعض نے کہا وہ زرد رنگ کا کتا ہے بعض نے اور رنگ کا بتایا ہے اور بعض نے کہا وہ باورچی آدمی تہا اونکے پیچھے ہو گیا تہا اور حقیقةً کلب نہ تہا اور پہلا امر معتمد ہے انتہےٰ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اگر یہ روایات دیکھی ہوتین تو کبہی ثقاہت راوی پر بہروسہ کرکے یہ مضمون درج اخبار نکرتے کیونکہ جبکہ اونکا زمان اور مکان منصوص نہین تو آج ایک زرگر کے قول پر کون اعتماد کرسکتا ہے شاید منطق بہی بہلا بیٹھے ہین ورنہ اس قضیہ متحمل صدق کذب پر استناد نکرتے۔ اور تفسیر حقانی مین لکھا ہے کہ شہر افسوس یا افسس جسکو طرطوس بہی کہتے ہین ایشیاء کوچک کا ایک شہر ہے اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمین وہ غار ہے کہ جہان اصحاب کہف غایب ہوئے تہے یہہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخین ہیبت ناک دررے ہین یہہ شہر قیاصرہ روم کے عہد مین بڑی رونق پر تہا اب اس کے خرابات پڑے ہین ایک قصبہ سا ہے یہان حضرت سلطان روم کی عملداری ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونو تعظیم کرتے ہین غالباً یہ وہی

(باقی)

خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تھی یہہ وہی عمارت نہو مگر اسکی جگہ پر عمارت قایم ہے۔ یہہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشش (دقیانوس) قیصر کے عہد میں ہؤا ہے جو عیسائیون کے حق مین ظالم اور سفاک جیسا کہ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چھٹے باب مین لکھتے ہین کہتے ہین افسس کے رہنے والے سات جوان ڈیشش کے ظلم سختی سے شہر چھوڑ کر پاس ہی کسی غار مین جا چھپے تھے اور وہان دوسو برس تک برابر سوتے رہے اور پھر جب جاگے اور اونمین سے ایک شہر مین گیا تو وہ وہان تمام حاکم و محکوم کو پورا عیسائی دیکھکر نہایت تعجب مین آیا انتہے اور اخیر مین صاحب تفسیر حقانی بطور نتیجہ یہ امر لکھتے ہین یہہ بات کہ اصحاب کہف اس غار مین اتبک سوتے ہین اور قیامت تک وہین سوتے رہینگے یا یہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار مین جاکر مرگئے اور نیز یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اوس کے چارون کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمین آنحضرت بیٹھے اور آڑا کر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لے گئے ان سے آنحضرت صلعم نے ملاقات کرکے اونکو اسلام تلقین فرمایا قرآن و احادیث سے اون کا پتہ نہین لگتا مورخین کی رائین اور ان کے اقوال ہین والله اعلم انتہے۔

دیکھئے اتنا بڑا محقق معاصر حنفی المذہب ظن غالب سے بتلاتا ہے کہ یہ وہی غار ہے یا اوس کی جگہ اور عمارت قایم کی گئی ہے اور مولوی ثناء الله صاحب یقین کر بیٹھے ہین کہ اس مین کسی قسم کا دہوکہ یا فریب نہین ہے۔

مین مولوی صاحب سے پوچھتا ہون کہ اگر اسمین کوئی دہوکا و فریب نہین ہے تو حسب مسلک آپ لوگون کے اس آیت کے کیا معنی ہین لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارًا و لملئت منہم رعبًا یعنے اگر تو ان کو دیکھے تو پشت دے کر بہاگے اور دہشت سے بہر جائے۔ پس برخلاف مقتضی قرآن کریم کے میان جواہر زرگر نے کیسے دیکھہ لیا اور کیون نہ وہان سے پشت دیکر بہاگا اور نہ دہشت سے پر ہؤا۔

اور ایسا ہی آثار مین ہے ابن عباس غزا مع معاویۃ الصائفۃ فمروا بالکہف الذی ذکر الله فی القرآن

وقال معاویۃ ارید ان اکشف عنہم فمنعہ ابن عباس فصمم و بعث ناسا فبعث الله ریحًا فاخرجتہم رواہ عبد بن حمید باسناد صحیح (فتح الباری پ ۱۴)

یعنے حضرت ابن عباس ایک جنگ روم مین جو صائفہ یعنی تابستان مین کیا جاتا ہے حضرت امیر معاویہ رض کے ساتھہ تشریف لے گئے جب اوس غار سے گذرے جسکا ذکر قرآن مجید مین خدا تعالےٰ نے کیا ہے تو امیر معاویہ نے کشف حال غار کا ارادہ کیا تب ابن عباس نے اس سے منع کیا مگر انہون نے مصمم ارادہ کرکے کچھہ آدمی بھیجے پس خداوند نے ایک ہوا چلائی جسنے اون کو نکالدیا :-

وعن شہر بن حوشب قال کان لی صاحب قوی النفس فمر بالکہف فاراد ان یدخلہ فاشرف علیہم فابیضت عیناہ و تغیر شعرہ رواہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ - (فتح الباری پ ۱۴)

ابن حوشب نے کہا کہ میرا ایک یار بڑا دلاور تہا۔ وہ اوس غار مین گذرا اور اندر جانیکا ارادہ کیا جس سے منع کیا گیا اوس نے انکار کیا اور جاکر دیکھنے لگا پس اوسکی آنکھین سفید ہوگئین اور بالون کا رنگ بہی بدل گیا۔

مولوی ثناء الله صاحب ان شہادات و آیت قرآن مجید کے جواب دینے کے ذمہ دار ہین کہ میان جواہر زرگر پر ایسا تغیر کیون نہ آیا۔

اور نیز آیت مین ہے وتحسبہم ایقاظًا وہم رقود- یعنے تو خیال کرتا ہے۔ کہ وہ جاگتے ہین حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہین۔ اور آثار مین ہے کہ وہ مرے نہین اور نہ مرینگے بلکہ سوئے ہوئے ہین پہر کیا ہی بہتر ہے کہ میان جواہر زرگر کو سفر خرچ دیکر واپس بہیجا جائے جو انکو جگاکر پوچھہ آئے کہ یہہ زمانہ امام مہدیؑ اور نزول مسیحؑ کا ہے۔ یا نہین۔ کیونکہ ابن عباس سے مروی ہے ان اصحاب الکہف اعوان المہدی لیعنی اصحاب کہف مہدی کے انصار ہون گے اور ایک روایت مین ہے انہم یحجون مع عیسیٰ بن مریم یعنے وہ ابن مریم کے ہمراہ حج کو تشریف لے جائینگے۔ الغرض اگر وہ غار اور صاحبان غار واقعی

طور پر ہین تو چشم ما روشن و دل ما شاد کیونکہ آسان ہی فیصلہ ہوگیا اور بصورت دیگر مولوی ثناءالله کے دعوئے فضیلت پر بڑا حرف آتا ہے اور علماء نگینہ کا قول صحیح پڑتا ہے کہ اس فاضل کے معلومات وسیع نہین بلکہ محدود خیالات کا آدمی ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ شہر کا نام ہم **دقیانوس** لکھتے ہین حالانکہ شہر طرطوس عامہ تفاسیر مین لکھا ہوا موجود ہے۔

ہان اگر آپ ان مختلف روایات کو جو اصحاب کہف کے حالات مین مذکور ہوئین ظاہر معنی پر محمول کرکے تطبیق دیدین تو شاید آپ کی فضیلت شہرۂ آفاق ہو جائے۔ ورنہ امر خطرناک ہے۔

اور تعجب بر تعجب یہ ہے کہ موافق اور مخالف کی تحقیق روی اوسے اس غار کا یہ مقام ایشیاء کوچک مین معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس کے سفر بلاد روم سے اور میور صاحب کی تاریخ سے ثابت ہے اور آپ علاقہ چارجوی ملک ترکستان مین نشان دیتے ہین حالانکہ ایشیاء کوچک اور ملک ترکستان مین باقی تمام ملک روم کا بطور حد فاصل واقعہ کیا ہے آپ نقشہ ملاحظہ کرکے اوس سرحد روم و روس کا جو ملک ترکستان کے متصل واقعہ ہے پتہ بتلا سکتے ہین محققین تو کہتے ہین کہ وہ غار ایشیاء کوچک مین ہے جو ملک روم کا ایک حصہ ہے اور آپ میان جواہر زرگر کے حوالہ سے ملک ترکستان مین بتلاتے ہین ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

تفسیر حقانی کے حاشیہ پر جوافیہ فرہاد مرزا سے منقول ہے کہ شہر افسوس مغربی ایشیائی کوچک مین ہے اور ازمیر سے تخمینًا سینتیس میل کی مسافت پر واقع ہے اور یہ افسوس ازمیر کی جانب جنوب کے قریب ہے اور اسوقت اوسکو ایازلوک کہتے ہین انتہے ص ۱۱۴

(باقی آئندہ)

امرتسر مین محمڈن ٹمپرنس لاج

یون تو ہر ایک شہر مین ہر ایک مسلہ پر کئی کئی انجمنین قایم ہین۔ مگر کچھہ عرصہ سے امرتسر مین منشیات اور دیگر مضر صحت اور قانون قدرت کے برخلاف افعال کی بیخکنی کے لئے ایک نوجوانون کی لاج مسمی "محمڈن ٹمپرنس لاج" قایم ہے۔ اس مین ہر ایک مذہب و ملت کے نوجوان بڑی خوشی سے دلچسپی لیتے ہین۔ جو کہ اس کی کامیابی کی بین دلیل ہے خصوصًا ۱۲ ستمبر کا اجلاس بہت ہی تسلی بخش تہا جسمین بہت مسلمان نوجوانون خصوصًا احمدی نوجوانون اور ہندو بہائیون نے مسکرات اور مروجہ سگار سگرٹ کے خوفناک نقصانات مذہبًا اور عقلًا بڑی خوبی سے ادا کئے۔ اور خواجہ محمد خورشید صاحب ... نے اتحاد کے مضمون پر بڑی دلچسپ تقریر کی اور میر ضیاء الله اور ظہور احمد اور محمد شریف صاحبان نے بہت ہی پر جوش تقریرین کین۔ اور آخر مین پریذیڈنٹ صاحب کی تقریر پر اجلاس ختم ہؤا اسکے مقاصد و اغراض یہ ہین۔

(۱) کسی فرد کے مذہبی معاملات پر تعرض نکرتے ہوئے نوجوانون مین مسکرات کے خوفناک اثرات کی اشاعت۔

(۲) علاوہ مسکرات کے اون افعال کی بیخکنی مین کوشش کرنا۔ جو صحت یا اخلاقی طاقت مین کمی کرتے ہون۔

(۳) ہندو و مسلمان مین جہانتک ہوسکے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا۔

(۴) وقتًا فوقتًا مختلف مضامین پر بہی بحث کرنا۔

یہ چند اصول مین نے قواعد لاج مین سے ارسال کئے ہین۔ جہان آپکے ذی شان اخبار مین اور ذی وقار آرٹیکل نکلتے ہین۔ اس ناچیز مراسلت کا شائع کردینا بہی بعید از مروت نہوگا۔ مین آپکا تہ دل سے مشکور ہونگا اگر آپ اسکو بعینہ درج اخبار فرماوینگے۔ زیادہ نیاز

الراقم نیاز مند خاکسار

درخواست دعا :- اس عاجز کا منجہلا لڑکا محمد عظیم سخت بیمار ہے ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد حسین قانونگوی صدر سیالکوٹ

واجب التقلید کام اور علمی فیاضی :-

برادرم مکرم السلام علیکم و رحمۃ الله- برادر عزیز محمد نور الدین کا نکاح اس مہینے کے اوائل ایام مین کیا گیا ہے اسکی یادگار مین الحکم چھہ ماہ کیلئے کسی غریب احمدی کے نام جاری کرانا چاہتا ہون اخبار مین نوٹس دیکر ایسے مستحق کا پتہ دریافت کرین مگر شرط یہ ہے -

عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

آج اگست ۱۹۰۵ء کا عصر جدید مطالب میرے پاس بھیجا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ مضامین مندرجہ رسالہ میں خصوصاً پڑھوں اور قابل ایڈیٹر خواجہ غلام الثقلین کی دماغ سوزی کی داد دوں میں اپنے دوست کو محروم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں نے مضمون مندرجہ کو بغور پڑھا اور اب رائے پیش کرتا ہوں امید ہے کہ ہمارے لائق ایڈیٹر عصر جدید اس ناکسار کو بھی ناکام نہ رہنے دیں گے۔ لائق ایڈیٹر نے جیسا ظاہر کیا ہے کہ اس جدید نبی تحریک کو مناسب سمجھ کسی دوسرے موقعہ کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ یہ قطعی خلاف واقعہ، افسوس ہے کہ ایسا قابل ایڈیٹر تعلیم یافتہ ہو کر یا اس درجہ پریشان دماغ ہو کہ حافظہ ہی نہ رہے یا خلاف واقعہ امور پر قلم اٹھانے کی جرأت کرے اس تحریک جدید پر تو وہ ۱۹۰۱ء سے طبع آزمائی کر رہا ہے اُسے یاد ہونا چاہیے کہ البشیر کے کالم جب ہمدردی کے عنوان سے سیاہ کیے جا رہے تھے تب بھی اس طبعاً نکتہ چیں کا قلم نہیں رُکا تھا میرٹھ کے قیام یعنی ۱۹۰۴ء میں بھی وہ نیکیاں لیتا رہا ۱۹۰۱ء میں بھی ہمیں اس طبعاً نکتہ چیں کی خدمت گذاری بھلی معلوم ہوئی تھی اور آج بھی ہم باادب اسکی حق خدمتگذاری سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں ۱۹۰۵ء میں اس سلسلہ عالیہ کے خلاف قلم اٹھانے اور طبعاً نیش زنی کرنے کی تحریک اصل میں اسکو اسلیے ہوئی کہ فاضل سیالکوٹی مخدوم الملت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک ذاکر ہرزہ سرا بدلگام کی تحریک ناشائستہ اور سخت گندی مخش کذب بیانی پر قلم اٹھایا اور ذاکر اور اُسکے ابنائے جنس پر بجلیاں گرائیں۔ ہمکو تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ عصر جدید کا ایڈیٹر ان نیزوں سے بلبلایا ہوا ہے بے چینے چلائے بیچارہ کیسے رہجائے گا۔ لہٰذا اس تحریک کو اگرچہ اس نے عمداً چھپایا ہے مگر واقعات حقیقی کو چھپانا اور غلط بیانی سے کام نکالنا کوئی ایسا امر نہیں ہے جسے اس نے کبھی بُرا سمجھا ہو یہ صفت عالی مذہبی ورثہ میں پائی ہے پھر کیوں ضرورتاً اس سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے ہم ذاکر اور عصر جدید کے ایڈیٹر کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ کتنا کاٹڑہ تھا اس لیے سخت ایٹر کی ضرورت ہوئی ایٹر کھا کر چُپ ہو گیا مگر ایڈیٹر عصر جدید نئی روشنی کا آدمی ہے اسکے لیے اسکے موافق علاج کی ضرورت ہے تا فاسد مواد اس موقعہ پر بھی عود نہ کرے۔ طرز تحریر پہلے کا ناشایستہ تھا اسلیے فاضل سیالکوٹی کو تلخ نسخہ دینا پڑا عصر جدید کی طرز تحریر زمانہ تہذیب کی ہے اسکے لیے عمدہ کونین مگر شہد کے غلاف میں درکار ہے تا آہستگی سے گلے سے اُتر جائے لہٰذا ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسکی مرضی کے موافق خدمت کریں گے مرزا صاحب ہی پر کچھ منحصر نہیں ہے ہمکو تو آج ہندوستان میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جسکے عروج نے ایڈیٹر عصر جدید کی آگ کو نہ بھڑکایا ہو۔ اور وہ محسود اس کے قلم سے بچا ہو یا تو حقیقتاً یہ آگ ہی اسمیں موجود ہے جو اسے بعض ایسے موقعوں پر پریشان کر دیتا ہے یا وہ کمزور طبع ضعیف الدماغ اپنے دماغی قوی کو کار عالم کے قابل نہیں پاتا اور پریشان ہو کر مجنونانہ بڑ ہانکنے لگتا ہے بہر حال ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

عصر جدید کی بے تعصبی

یہ طبعاً نکتہ چیں قبل اسکے کہ مضمون شروع کرے کوشش کرتا ہے کہ پبلک کو اپنے بے تعصبی اور بے لاگ تحریر کا یقین دلائے اور اس غرض کے لیے وہ قرآن شریف کی آیت کریمہ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے مگر کیا اس کی تحریر یعنی نفس مضمون اسکی تائید کرتا ہے ہرگز نہیں متعصب لوگ ہمیشہ پہلے اپنی بے تعصبی کا اظہار کیا کرتے ہیں اور اسے بطور مقدمہ بیان پیش کرتے ہیں تا لوگوں یا اپنے دلکو تسلی دیں یہ دھوکا ہوا کرتا ہے۔ مجرم ہی ہمیشہ صفائی کی طرف سب سے پہلے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقتاً وہ بے تعصب ہوتا تو پبلک خود سمجھ لیتی اسے مزید یقین دلانے کی ضرورت کیوں ہوئی۔ کیا پبلک پر بے اعتباری تھی یا اپنے دلپر وہ لکھتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے بموجب ہمیشہ ہمکو صحیح اور سچ بات بے تکلف ہر جگہ اور ہر شخص سے لینا چاہیے مگر سوال یہ ہے کہ وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چاہیے تو ایک قول ہے اور لینا ایک عمل ہے۔ وہ ثابت تو کرے اس کا منشا علم قولی سے ہے یا واقعی وہ عملاً ایسا کرتا ہے افسوس کہ ایسا عمل بے عیب نہیں ہے جیسا اس طبعاً نکتہ چیں کا دعوی بے عیب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب مدظلہ کے عیوب کے ساتھ اگر وہ اُن کے محاسن اور اُن کے گروہ کے کچھ خوبیاں بھی لکھ دیتا تو یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ نظر عمیق ڈالی گئی ہے اور بے تعصبی اور نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے مگر کیا کوئی ذی عقل اسے باور کر سکتا ہے کہ جب ایڈیٹر عصر جدید تک میں بعض اوصاف حمیدہ بھی ہیں تو مرزا صاحب مدظلہ میں نہ ہوں گے جو باعتبار اپنے حسن اخلاق کے دوست دشمن سب کی نظر میں خلیق منکسر درگذر کرنے والے راستباز ہیں یا اگر فرض کر لو اس طبعاً نکتہ چیں کی رائے میں وہ ان اوصاف سے نہ سہی کسی اور صفت حسنہ سے متصف ہیں تو کیا اسکا اظہار اسکے لیے باعث شرم تھا۔ کیا سچی تحقیقات شہادتوں میں سے صرف بُرائیاں چُن لینے کو کہتے ہیں۔ آفریں اے بے تعصب مالیر کوٹلہ کے جج۔ صد آفریں!

نئے انبیاء سے بغض

اس عنوان کے تحت میں یہ طبعاً نکتہ چیں لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے اخبار نویس حواری وغیرہ اسیات کو دوہراتے نہیں تھکتے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت سقیم ہے اسلیے ایک علیحدہ رسول اور مجدد اور ہادی کی ضرورت ہے اس دعوے کے پہلے حصہ سے ہم کو اتفاق ہے۔ پھر لکھتا ہے اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم سمجھ ملے تو ہم بے تامل ایک ہادی اور ایک رسول اور مجدد کو لینے کے لیے آمادہ ہیں۔ یہ خاکسار پبلک سے فیصلہ چاہتا ہے کہ اس اوپر کی تحریر میں پہلا حصہ کونسا ہے جس سے اُسے اتفاق ہے اور وہ دوسرا حصہ کونسا ہے جس سے نا اتفاقی ہے میری عقل رہبری نہیں کرتی کہ ایک جملہ میں جو یہ کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی حالت سقیم ہے اسلیے ہادی رسول کی ضرورت ہے۔ اول حصہ کونسا ہے اور دوسرا حصہ کونسا ہے اور جبکہ وہ رسول کو لینے کے لیے بشرط تعلیم برحق آمادہ ہے تو انکار کس حصہ سے ہے۔ افسوس! ججی کی کرسی پر بیٹھ کر ایک اردو کے فقرہ پر بھی قدرت فہم نہ ہونا کس درجہ ذلت و خواری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اخبار نویس وحواری اپنے دلائل کو اور اظہار حق کو دوہراتے کیوں تھکیں گے۔ جبکہ عصر جدید اپنے منطق اصلاح تمدن کو جس کی اعلیٰ تعلیم قرآن شریف میں ہی موجود ہے بار بار دوہراتے نہیں تھکتا اور محض فضول قوم کا روپیہ صرف کرا رہا ہے اور اپنی کوکھ کے لیے یا پیٹ پالنے کے لیے اسقدر سرگرم ہے کہ ہر ماہ ایک پرچہ اسی رٹ سے بھرا ہوا نکال رہا ہے اور پھر نہیں تھکتا۔ اے طبعاً نکتہ چیں اپنے گریباں میں منہ ڈالکر ہی قلم ہاتھ میں لیا ہوتا۔ جس رسول پاک کی تعلیم کو سارے عالم نے مانا ہے۔ جب اسی کی تعلیم فاضل ایڈیٹر کو راہ راست پر نہ لا سکی تو اب وہ اگر جدید رسول کو عزت قبول سے محروم ہی رکھے تو اولیٰ ہے کیونکہ قبول کرنا معلوم جب تک طبعی نکتہ چینی باقی ہے اور طبیعت بدل نہیں سکتی پھر سعادت قبول حق نصیب کیونکر ہو سکتی ہے وما تاتیھم من اٰیۃ من اٰیات ربھم الا کانوا عنھا معرضین یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون جو گروہ ان اوپر کی آیات کریمہ میں شامل ہے یعنی رسولوں سے اور الٰہی نشانات سے اعراض کرنیوالے اور استہزا کرنیوالے خدا کے مرسلوں کے ہمیشہ ہدایت سے بے نصیب رہتے ہیں۔ شروع ابتداء اسلام ہی میں جب مرسلین خدا کا استہزا اس شدت سے کیا گیا کہ آجتک کبھی عصر جدید کا ایڈیٹر اور اسکے ابنائے جنس اس لعنت کو دُہراتے نہیں تھکتے یہ خدا کے صدیق گروہ پر کی جا رہی ہے تو اب کیونکر اُمید ہو کہ وہ کسی جدید رسول کے قبول کرنے پر واقعی آمادہ ہے جس نے ان اگلوں کو قبول نہیں کیا جنکو ایک حیثیت مذہبی سے کروڑوں قبول کیے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے حاکمانہ حیثیت سے ہر قوم کے مورخ باستثناء ایڈیٹر عصر جدید و اخوانہ ملتے چلے آتے ہیں جنکی صداقت کے زندہ نشان آجتک موجود ہیں تو پھر کیا توقع کی جائے کہ یہ جانباز اپنے ابنائے جنس سے بڑھا چڑھا ہیرو بنا ہوا ہے جس کے لیے کوئی قومی روک مذہبی خندق حارج نہیں ہو سکے گی بہر حال اگر وہ قبول کرنے پر آمادہ ہے تو دلائل کا ایک دفتر موجود ہے وہ اپنے حقیقی اعتراضات جو حضرت مرزا صاحب کی براہین قاطعہ پر اسکو ہیں پیش کرے اور پبلک پر احسان کر کے موقعہ دے کہ وہ اس کی اس جرأت کا نمونہ بھی آنکھوں سے دیکھ لیں ہم حاضر ہیں اسکے اعتراضات سُننے اور بقدر ہمت و توفیق جواب دینے کے لیے ہاں دل بدل دینا اور دل کی کھڑکیاں کھولنا تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اسکے لیے ہر دلیل کافی بھی ناکافی ہے۔ ابوجہل نے کبھی وہ باتیں نہیں مانیں جنکو صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً قبول کر لیا تھا اسلیے ہم یہ وعدہ نہیں کر سکتے کہ منوا کے چھوڑیں گے۔

حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو بیسیوں کا ... مرزا صاحب مدظلہ کے دعوے کو مضبوط کرتا ہے کیونکہ یہ شہادتیں منہاج نبوۃ کے اعتبار سے دعوئ صداقت کے لیے ہیں۔ اس نکتہ چیں جیسے لوگ جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی قرآن کو بھی اساطیر الاولین اور توریت کا انتخاب کہا کرتے تھے یہ تو کوئی تحقیقات کا طریقہ نہیں ہے اگر مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تحریر کسی مذاق کو

نہیں معلوم ہوتی۔ ہے تو چاہیئے تھا کہ یا گزرہ یا خود بابس کی تصانیف کا حوالہ دے کر مندرجہ پیش کرتا اور پبلک پر فیصلہ چھوڑتا محض اٹکل سے تیر چلانا اور دل لگی کے لیے چند فقرات چلتے ہوئے لکھ جانا کیا بے تعصبی اور بے لاگ ہونیکی دلیل ہے کسی مقدمہ کا دوسرے مقدمہ سے ہم نوع ہونا تو انتخاب اول کی دلیل نہیں ہے توریت میں زنا کے خلاف تعلیم ہے اور قرآن شریف میں اس سے بہت عرصہ کے بعد زنا کی ممانعت دیکھنے میں آئی تو کیا قرآن شریف توریت کا انتخاب ہے ممکن ہے کہ بابیوں کی کتب میں کچھ ایسی باتیں ہوں جو مرزا صاحب سلمہ ربہ کی تصانیف میں ہوں۔ اکثر اخلاقی امور مشترکہ کتب میں ہوتے ہیں مگر وہ کتاب کہاں ہے پیش کی جائے توریت بازی ہے ورنہ افتراء۔

پھر آگے چلکر ہمارا دوست لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالی کی طرف سے کوئی حقیقی رسول ملجائے تو ہم اپنی پرانی احادیث اور روایات کو چھوڑ جانے پر آمادہ ہیں یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی اس متواتر اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا اسکی تاویل پر آمادہ ہو جائینگے۔

قابل ایڈیٹر کو چاہیے تھا کہ اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے پوری حدیث لکھ کر اپنی وجوہ پیش کرتا تا پبلک کو اسکی بے تعصب تحقیقات سے معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے مسیح ماننے میں یہ حدیث نبوی کسطرح بطور روک کے واقع ہوئی ہے۔ اگر اس دانشمند حدیث خوان کو تاریخ اور حدیث پر عبور ہوتا تو اسی حدیث کو اثبات دعوے مرزا صاحب مدظلہ کے لیے ایک شاہد صادق سمجھتا ہم اسکو اطمینان دلاتے ہیں کہ یہ حدیث نبوی ہر چند کہ اصطلاح محدثین میں متفق علیہ حدیث نہیں ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں اس کا ذکر نہیں ہے تاہم یہ عاجز اسے صحیح باور کرتا ہے۔ اسکا منشا صرف اسی قدر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عالیجاہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام غزوہ میں ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے اسلیے مثیل موسی نے اپنے بھائی علی مثیل ہارون کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ محمدیہ قائمقام سلسلہ موسویہ کے تھا جیسا قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا

اور وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ۔ ان آیات بینات اور اس حدیث نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ سلسلہ محمدیہ مثیل سلسلہ موسوی ہے اور یہ دونوں پاک بزرگ بھی ایکدوسرے کے مثیل ہیں۔ پس باعتبار مماثلت خلفاے موسوی کے ہوتے ہوئے خلفاے محمدی سے کیوں انکار ہوا پہلے بزرگ و پاک خلیفہ صدیق اکبر کے انکار کے بعد ہمارا زبردست ہیرو آخری خلیفہ کے لیے اظہار فیاضی سے کام لیتا ہے واقعی دلیرانہ ہمت ہے اگر یہ ہمت قصور نہ کرے تو وہ ضرور وعدہ الہی سے مستفید بھی ہوئے گا۔ اب رہی یہ بات کہ لا نبی بعدی اصول مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر اور مماثلت کا خیال کر کے حدیث پاک کے یہی معنے ہوسکتے ہیں کہ خلفاء کا سلسلہ قائم رہے گا یہانتک کہ آخر موقعہ پر مثیل مسیح خلیفۃ اللہ ہوکر آئے گا البتہ نبی تشریعی جو قرآن شریف میں رد و بدل کر یا گھٹا دے یا بڑھا دے جیسے ہمارے ایڈیٹر عصر جدید کے گروہ نے علماء نے دس پاروں کا اضافہ مانا ہے اور پھر اُن کا عدم ہونا ثابت کرنے کی کمزور کوشش کرکے عادہ ممکن اور معرفت الہی کا ثبوت دیا ہے۔ ہاں ایسا نبی نہیں آئے گا کیونکہ اس سلسلہ موسوی میں کوئی ایسا نہیں آیا جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ پس اے قابل جج یہ موٹی سی بات جناب کے قانونی دماغ میں کس لیے جگہ نہ پاسکی۔ ہائی کورٹ کی نظیریں تو از بر ہیں اور بغیر ان کے ایک قدم بھی کے اجلاس میں نہیں اٹھایا جاسکتا پھر نظائر قانون الہی سے جناب کو کیوں اسقدر اعراض ہے۔ افسوس! باوجود بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کے تو جناب کا دماغ اسقدر عالی ظرفی دکھا رہا ہے خدا جانے اسوقت کیا حال ہوگا اگر آپ کو تھوڑا سا الاؤنس تعصب کا دیا جاوے۔

خاتم النبین کے معنے اگر مہر نبوۃ کے نہیں تو اور کیا ہیں۔ آپ ان معنوں کو بطور فرض کیوں قبول فرماتے ہیں اور مرزا صاحب پر احسان رکھتے ہیں۔ اس عزت لسان کو اگر آپ مرزا صاحب کیلیے تجویز نفرمائیں تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ اس معصوم رسول و حلیفہ محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی عزت تو ان ہاتھوں میں ہے جن ہاتھوں میں حضرت ابو بکر و عمر علیہما الصلوۃ والسلام کی عزت تھی وہ نہ آپ کے اگلوں سے چھینی اور نہ یہ آپکے پچھلوں سے چھینے گی۔ اگر فی نفسہ یہ آیت کریمہ کچھ اور مفہوم رکھتی ہے تو وہ پیش کرکے مرزا صاحب سلمہ ربہ کے منشا ء کا ابطال

کیا ہوتا تا عصر جدید کے دیکھنے والے فیصلہ کا موقع پاتے۔ بہرحال ان کمزوریوں پر بھی اور اس منکرانہ متکبرانہ تصدیق پر بھی اگر آپ متلاشی حق ہیں بشرطیکہ دین و دنیا کی کوئی ایسی چیز آپ کو ملے جسپر آپ اپنا عزیز مگر تقویم پارینہ ایمان قربان کردیں تاہم صلاح عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے آپ سے عرض کرتے ہیں کہ قرآن شریف پر عمل خالص کرو اور رسول اللہ اور اللہ کے اولیاء کے ساتھ اخلاص و محبت و صدق و صفا دکھلاؤ دین جیسی باعظمت دولت اور دنیا جو متاع قلیل ہے اور جسپر آپ شہد کی مکھی کیطرح مفتون ہیں مل ہی جائے گی مرزا صاحب مدظلہ العالی کی یہی تعلیم ہے اور بس۔ پھر خانہ بدوشی اور جولاہے کی نلی کی طرح مسافرت کی ضرورت نہ رہے گی ورنہ اگر اس تحریر لایعنی سے صرف پیسہ اخبار کی تقلید منظور ہے تو چند ... اور صبر کیجیے۔ میرٹھ سے جیسا پینش نیم اٹھا ہے ایسا ہی سبق کوئی اور بھی ملجائے گا تا پیسہ والے کی طرح آپ بھی اپنی ہستی عالی سے ایک شاہد قانون الہی کی چھوڑ جائیں +

ہر جگہ سے ہدایت	یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ کے حکم سے اس کی عالیشان زبردست مرضی سے قائم

ہوا ہے اور وہی ثبوت بہم پہنچا رہا ہے اگر جناب من شمہ بھر بھی جوہر صداقت ہے تو ضرور آپ کے امراض نہانی اور ضعف جسمانی و روحانی کا علاج ہوجائے گا ورنہ بطب یورپی و یونانی۔ یہ پولیٹیکل اکانمی اور یہ کارلائل کی روح اور میکالی کی تقلید کچھ کام نہ آئے گی۔ کانگرہ و دہلی کا سبق راہ کھو گیا ہے اور اس لیے اگر یہاں ہماری جے نہ بولی اور مستحقین لعنۃ پر لعنۃ نہ کی تو آگے چلکر خدا ہے جس کی لعنت صفحہ ہستی سے منکروں کو مٹا رہی ہے۔

لعنت آنست کہ از سوے خدا می بارد
لعنت بدگہر آنست یکے ہرزہ نفیر

جس سنۃ اللہ پر چلنے والی قوم کو ۱۳۰۰ برس کی لعنت نہ مٹا سکی اُسے اب کسی فرد واحد کی لعنت کیا ہرگز نہ پہنچا سکے گی۔

دلائل نبوۃ	اس عنوان کے تحت میں ہمارا ویلز ایڈیٹر نہایت جرأت سے وفات مسیح اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا

امکانی مسیح ہونا تسلیم کرتا ہے۔ غریب یکس کو معلوم ہے کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت ہی

ضعیف مسئلہ ہے لہذا چلتے چلاتے جھٹ پٹ تسلیم کرکے دلیری کا ثبوت دیدیں تا ضیق نفس پیدا نہ ہو۔ اچھا یوں ہی سہی ہم آگے قدم بڑھانے والے کو بیدل نہیں کرنا چاہتے آؤ بھگت کے لیے موجود ہیں۔ یہ طبعاً نکتہ چیں عصر جدید کا ہیرو کوئی نشان بالخصوصیت دیکھنا چاہتا ہے تاجملہ مسیحی مرزا صاحب علیہ السلام پر ناگوار نہ گذرے اور وہ خوشی سے اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ قبل اسکے کہ وہ ہم سے طالب خصوصیت ہو اُسے یہ بتانا چاہیے تھا کہ آیا حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو براہین و دلائل اپنے مسیح موعود ہونیکے پیش کی ہیں وہ کبھی اس کی نکتہ چیں نگاہ سے گذری ہیں یا نہیں۔ اگر گذری ہیں تو یہ حق سے چشم پوشی اور تجاہل عارفانہ کیوں؟ کیا وجہ کہ باوجود دعوے بے تعصبی ان دلائل پر جرح نہیں کی اور اپنے استدلال سے ان بینات کو نہیں توڑا۔ کیا انصاف اس کا مقتضی نہ تھا کہ پہلے اپنا مفروضہ معیار شناخت مسیح موعود کے لیے پیش کرتا اور پھر مدعی کو اسے آزما کر دیکھ لیتا۔ آخر اُسے بھی تو مسیح موعود کی آمد کا انتظار ہے ہم سچے آنے والے کی پہچان جو اسکے (ایڈیٹر) پاس ہو وہ پیش کرے اور پھر مرزا صاحب سلمہ ربہ کے دعوی کی تصدیق و تکذیب کی اصلیت کھل جائے گی +

اس صاف طریقہ امتحان سے پہلوتہی کرنا یا عمداً ہے جو دلیل تعصب اور عناد ہے اور یا نا قابلیت دماغ ہے جو کہ جج کی کرسی پر بیٹھ کر کسی تحقیقات کے لیے ایک رو تنقیح بھی قائم نہ کرسکتا شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے برخلاف کارلائل و میکالی بنکر یاوہ گوئی کرنا عجیب تر ہے۔ یا تو ہمارا جدید ہیرو اپنا معیار شناخت پیش کرے یا لاعلمی ظاہر کرے یا پھر صاف صاف کہدے کہ اُسے کسی مسیح کی آمد اور کسی مہدی خونی یا سفر و روپوش کی آمد کا انتظار ہی نہیں ہے تو پھر معاملہ ہم سلجھا دینگے ان شاء اللہ تعالے +

معجزات	تا چیز ایڈیٹر عصر جدید (بقول خود ہم تو اُسے کوئی چیز سمجھتے ہیں) دکھلائے کہ کہاں حضرت مرزا صاحب

مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر معجزہ یا خرق عادۃ محال ہوتا ہے۔ سید صاحب اگر معجزات کی تاویل کرتے تھے اسلیے قابل تسلیم نہ تھے اور مرزا صاحب سلمہ بقول اسکے شعبدہ بتاتے ہیں تو کیا یہاں اسقدر گنجائش نہ تھی کہ یہ طبعاً نکتہ چیں ہی سامنے

اپنی مضامین ... بارے میں لکھ کر موقع جانچ کا دیتا تا بے تعصبی کی تحقیقات قوم و ملک کو مشکور کرتی انصافانہ تحقیقات تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ احیاء موتی مسیح علیہ السلام کے پیش کرتے وقت آپ اپنا عقیدہ بھی پیش کرتے اور اپنی تاویل بھی کھول کر سامنے لاتے۔ خیر اگر ہم چٹکیاں نہ لیتے تو ذرا کہیں پر گدگدا کر دیکھ لیتے کہ کہاں پوچ ہے اور کہاں نہیں کہاں نشیب ہے اور کہاں فراز۔ حضرت مرزا صاحب تو اپنے معجزات کے ساتھ ہی معجزات انبیاء سابقین کی تصدیق فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے اشعار آبدار سے واضح ہے ؎

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

ہاں آدمی کو بندر بنانے کی مورتوں کو کوا کر کے گوشت کا پھر پرندہ بنکر اڑنا۔ بڑی ہوئی ہڈیوں مسیح کے فیض سے زندہ ہو کر آسمان پر سالہا سال کا اڑ جانا اور پھر وہاں سے دمشق کے منارہ پر فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے اترنا اور سیڑھی مانگنا گویا اندر سبھا کی پریوں کے برابر بھی وقعت و قوت نہیں ہے کہ وہ تو کوٹھے سے ایک تار پر اتر آتی ہیں۔ اور پھر باوجود حمایت فرشتگان کے ادھر ہی لٹک رہا ہے۔ انسانوں کا دو ہزار سال تک بغیر تغیر و تبدل آسمان پر بے آب و دانہ رہنا اور پھر زمین پر آنا ایک چھ برس کے معصوم بچہ کو فرشتوں کا بھگلے جانا اور سردابہ سرمن رائی میں رکھنا صدیوں بعد اس بھنورے کے بلے ہوئے کا نکلنا اور ہدایت کرنا زائرین کا سردابہ سرمن رائی میں جانا اور معصوم مہدی سے ملاقات کرنا خطوط لانا قوم کی قوم کا گمراہ ہو جانا اور اس ہادی کا جزیرہ میں تہ خانہ کے اندر بیٹھے ہوئے ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بننا ایک قوی ہیکل کانے برق دم گدھے پر سوار ہو کر مسیح و مہدی کے مقابلہ پر آنا پھر گدھا بھی مالیر کوٹلہ کا سا نہیں بلکہ ایسا تیز دم کہ دڑبے میں بھی جواب نہ نکلے دن بھر میں بعد المشرقین طے کرے اور اس کانے کی حکومت کا مشرق سے مغرب تک پھیلنا اور بجلی آگ پانی جنگل پہاڑ سب پر حکومت کرنا دو ہزار سالہ مصلوب الحواس اور صدیوں کے روپوش کا ملک کانے پر غلبہ پانا اور پھر اس کے بعد کا وہ منظر جس کی نظیر لکھنؤ کے جانڈو خانوں کی گپ بازاروں میں بھی نہ ملتی ہوگی۔ یعنی دونوں کا نماز کے وقت قبلہ آپ پڑھائیے پیر قبلہ آپ پڑھائیے کہنا پھر آسمان کے اترنے کا مردود ہونا اور بھونرے کے بلے ہوئے امام جیر کے فرزند کا مقبول ہو کر امام بننا ان فرو دار چٹ پٹی داستان کو البتہ مرزا صاحب مدظلہ اور ان کے صداقت پسند گروہ کا قبول نہ کرنا تو ایک بات ہے۔ اسلام پاک کے ذکر کے ساتھ سن بھی نہیں سکتے یہ مذہب تو ان کا ہو سکتا ہے جو ہنومان کی دم کو ہزاروں گز کی مشعل بنا کر لنکا میں آگ لگاتے ہیں۔ مصری۔ سفنکس یونانی دیوتاؤں اور دیویوں کی لڑائی۔ سد سکندری۔ دیوار قہقہہ۔ امیر حمزہ کے کارنامے طلسم ہوش ربا میر تقی خیال کی بڑان سب کے ساتھ ساتھ یہ مذہب عمر عیار کی زنبیل ہو سکتا ہے۔ ہمارے دلوں میں جنکو خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی محمدی کے ذریعہ سے تخم ایمان کے لیے کشت زار بنایا ہے ایسے جھاڑ جھنکار کی جگہ نہیں ہے۔ اب ہمارا میر و بنانے کا اگر ہم نے یہ ردی افسانے نہیں قبول کیے تو کیا جرم کیا مرزا صاحب کے اخبار اور مردہ بیٹے کے زندہ کرنے کی پوری حقیقت یا اس کی نقل ہی کیوں نہ پیش کی تا بے تعصبی اور بے لاگ تحقیقات کا نقشہ کھنچ جاتا اور واقعات حقہ کے چھپانے کی عادت موروثی اس جرأت جدیدہ کے ساتھ عجب بات ہے بھلا آپ میں تقیہ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مرزا صاحب کا ایک لڑکا شدید علیل ہو گیا تھا متواتر صرع کے دوروں سے ضعف و نقاہت بیہوشی تک پہنچ گئی تھی بظاہر اسباب طبیب زندگی سے مایوس تھے۔ حضرت مرزا صاحب کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے باوجود ناامیدی کے اس معصوم بچہ کو صحت عطا فرمائی۔ ایک احمدی اخبار نے "تو مردہ زندہ ہو گیا" کے عنوان سے یہ لکھا تھا کہ اسی طرح اگلے نبیوں کی دعاؤں سے بھی اللہ تعالیٰ صحت بخشتا رہا ہے اسی کو بظاہر مردہ کا زندہ ہونا بنا لیا گیا ہے سلسلہ ظاہری کی ناامیدی اور پھر حیات کا لوٹ کر آنا یہی زندگی ہے جو معجزہ ہے ورنہ حقیقی موتی جن کا سانس بند ہو چکا اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہو نہ زندہ ہوئے ہیں نہ بجز حشر اجساد کے موقعہ کے کبھی زندہ ہوں گے۔ یہ واقعہ اس مردہ قوم کے لیے مثل نصیحت کے تھا جو آج تک مردوں کے زندہ ہو جانے کے قائل ہے اور باوجود بروزہ کا قائل ہونے کے ایسے افسانہ پرستی کے خلل سے محفوظ نہیں ہے۔

پیشین گوئیاں

اس سے بڑھ کر اس طبعاً نکتہ چیں کی بے تعصب تحقیقات کا ثبوت اور کیا ہوگا کہ بغیر لکھے ہوئے کسی ایک پیشین گوئی کے لکھتا ہے کہ سب سوائے ایک مشتبہ کے صریح غلط نکلیں بے تعصب تحقیقات تو ایسی ہوتی ہے کہ سب نہیں آدھی نہیں وہی دو چار بڑی بڑی تحدی والی پیشین گوئیاں لکھ کر ان کے متعلق واقعاتی شہادت پیش کرتا اور دکھاتا کہ یہ فلاں فلاں غلط نکلیں اپنے واقعات مرزا صاحب کے واقعات تحریر کردہ دونوں پبلک کے سامنے پیش کر کے پھر ثابت ہو جانے پر حق رکھتا تھا جو چاہتا لکھتا۔ دعوے بے دلیل رائے بغیر نفس مقدمہ دینا اور پھر داد کی امید رکھنا سبحان اللہ۔ مرزا صاحب کو تو تاویل کا جامہ پہنانے پہنانے شرم کی ضرورت کبھی نہ پڑی۔ مگر ہاں غیرت دار جج کے لیے ضرور تعجب جانے کی بات ہے کہ جج بنے اور بغیر مقدمہ پیش کیے بغیر شہادت فریقین کے فیصلہ لکھ دے اور پھر شرمانا درکنار داد چاہے مرزا صاحب مدظلہ کو تو اپنی پیشین گوئیوں کے لیے تاویل بیا کی ضرورت کبھی نہیں پڑی۔ مگر غریب ہیرو کو مصیبت کا سامنا ہوگا اور ساری سنگر مشین کمپنی کو مشورہ کرنا پڑے گا تا جامہ تاویل طیار کیے جائیں اور اس وقت دشواری و برہنگی نہ مار ڈالے جبکہ صدیوں سے بھنورے میں بلنے والا تاریکی کا فرزند (چھ برس کی جان) کانے برق دم گدھے سوار کے مقابلہ میں میدان میں لایا جائے گا۔ دشمن لڑکا ہی ہوگا۔ مگر اس بچہ کی تاریک پسند نگاہیں آفتاب عالمتاب سے کیسے ہونگی وہ کیونکر آفتاب صداقت کی روشنی میں ٹھہر سکے گا بھلا جس بیکس کے پاس اسقدر قوت نہ ہو کہ باہر نکلے اور بگڑی قوم کو بنائے نہ خانوں میں ہی بیٹھ کر ریختہ بازیاں کرے وہ ایسے دیو کے مقابلہ میں کیا کرے گا جس کے تابع بجلی ہوا۔ جنگل۔ پہاڑ۔ پانی۔ آگ۔ دنیا کی سلطنت مشرق سے مغرب تک مردے جلانے کی قوت ہو۔ خدائی اور نبوت کے دعوے کرتا ہو اور لوگ اس سے خوش ہوں۔ ہاں یہ نازک وقت معرکہ کربلا سے زیادہ سخت ہوگا اس وقت ضرورت ہوگی کہ تاویلی معنے پہنائے اور جھوٹے سچے ہوں۔ ہمکو ابھی کیا ضرورت ہے اور کیوں شرم آئے۔ کسی پیشین گوئی کو لیجیے اور دیکھ لیجیے۔ اعتراض کے لیے تو کلام الٰہی میں بھی تراش خراش کے بغیر آپ کے ابنائے جنس نہیں رہے * یہ تو صرف امام وقت کی پیشین گوئیوں کا ہی ذکر ہے ہمدردی تو اس قابل ایڈیٹر کو محض ذاکر کے ساتھ ہے جس کی بدزبانی اور فحش بیانی تو اسے نہ شرما سکی۔ ہاں اسکا دندان شکن جواب جب نکلا تو ذلیل بجلیاں گر پڑیں اور فضول رسالہ کا کاغذ سیاہ کر کے نامہ اعمال کے لیے سیاہی تیار کر لی۔ مرزا صاحب کے یہاں تنخواہ یاب گروہ سے کیوں اس قدر عناد ہے جبکہ خود ہمہ داں نکتہ چیں حق نمک ہی کی وجہ سے اسقدر جامہ سے باہر ہو گیا ہے اجرت پر رونے والوں کی فہرست کیا گناہ سے نہیں گندی۔

منہاج نبوۃ

اس عنوان کے تحت میں اس نکتہ چیں کو غضبناک جوش نے آدبایا مجبوراً اُسے دانت دکھانا پڑے وہ لکھتا ہے۔ مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیوں کی صحت کی وجہ سے نبوۃ کے معارج تک نہیں پہنچ سکتے تو انھوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے درجہ پر نیچے گھسیٹنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا ...... وغیرہ وغیرہ غرضکہ اسکو مرزا صاحب پر یہ الزامات ملے کہ انھوں نے اور ان کے ایک منہ پھٹ حواری نے شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور حسین ابن علی اور سردار انبیاء محمد مصطفی اور حضرت عیسیٰ اور قرآن شریف کی ہجو کی ہے۔ وغیرہ یہ نہایت دلچسپ عنوان ہے اور اسمیں ہمہ داں نکتہ چیں نے عجیب نقش باطل کھینچا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہی مضمون یوں لکھنا راست بازی کا ثبوت تھا کہ چونکہ مرزا صاحب سلمہ ربہ کے صادق اور صحیح مدلل دعووں پر قوم کے نادان فہموں کو اعتراض ہوئے وہ اعتراض اگر تسلیم کیے جائیں اور وہ عیوب جنکو عناد و بغض کی آگ سے مجبور ہو کر بداندیش مرزا صاحب پر تھوپتے ہیں صحیح تصور کیے جاویں تو مجبوراً انکو ان سب پیشوایان ملت اور قرآن شریف پر بھی اپنے مفروضہ عقائد باطلہ کی وجہ سے وہ اعتراض تسلیم کرنے پڑیں گے۔ مرزا صاحب نے انکے اعتراضات کی بنا پر الزامی جوابات بھی دیے ہیں غریب ناچار جب اعتراض نہ اٹھا سکے تو قوم کو بھڑکانا شروع کیا۔ پہلے بھی ابو جہل اور ابو لہب کا گروہ شیوخ عرب کو یہ کہکر بہکایا کرتا تھا اور مشتعل کیا کرتا تھا کہ لات و منات اور خداوندگان ابو طالب و عبد المطلب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

* دیکھو اصلاح بابت ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ "در تنقید بخاری"

* [illegible]

برا کہتا ہے اور تہمی بتاتا ہے۔ وہ گروہ بھی جہلا کی ایک فوج جمع کرنے پر کامیاب ہوا اور یہ گروہ بھی کامیاب ہو رہا ہے لیکن انجام ابوجہل اور فتح مبین کا نظارہ آنکھوں کے سامنے نہیں ہے ورنہ یہ عبرتناک حالت نہ بنالی گئی ہوتی۔ بے تعصب تحقیقات تو یہ تھی کہ کتابوں سے حوالے لکھ کر پیش کرتے یا حوالے ہی کتابوں کے دیدیتے اور قوم سے داد چاہتے جس شان کے مسیح اور جس شان کے علی و حسین اور جس طرز کا پیغمبر اور جس وضع کا قرآن ہمارا ہیرو بنے بیٹھا ہے ہم اس کے نہ پابند نہ وہ گروہ ہمارا مقتدا نہ ہم اس کی ناکام موتوں پر رونے والے۔ ہم اپنے مسیح اپنے علی اپنے حسین اپنے محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اپنے قرآن پاک کی جس قدر عزت کرتے ہیں وہ ہمارے رب پر روشن ہے جس کے ہاتھ میں فتح مبین ہے اور وہ دکھا رہا ہے۔ منہاج نبوۃ نے تو حقیقتاً اس گروہ کو بے بس کر دیا ہے۔ جن واقعات کا اشارہ کرکے فقرے کسے ہیں وہ واقعات صریح دھوکا دینے والے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ اصل معاملات کو صاف صاف نہیں لکھا میاں ان کتابوں اور صفحات کا حوالہ دیا ہوتا تب ایڈیٹر نکتہ چیں کی قابلیت اور بے تعصبی کھلتی +

ایک بڑا مذہبی خطرہ

جس ملحد گروہ کی مرزا صاحب نے جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عالم آشکار میں بیخکنی کی ہے اگر وہ لاکھوں لعنتیں بھی مرزا صاحب پر بھیجے تو کیا عجب ہے۔ مرزا صاحب سلمہ ربہ کا کوئی فعل خلاف عدل خلاف اجتماع قومی خلاف کفایت شعاری خلاف سعی و محنت نہیں ہے۔ البتہ جس ملحد ناپاک گروہ کو انبیاء سابقین کی عزت و حرمت حقیقی طور پر نہیں ہے صرف اس کی آڑ میں ذاکر بنکر روپیہ لوٹنا آتا ہے وہ مرزا صاحب کے عروج کو اپنا دشمن رزق جانکر دل کے پھپھولے توڑتا ہے اسے بھلا مرزا صاحب کی سعی جمیلہ اور تعلیم پاک کی کیا قدر ہوگی۔ ہماری رائے میں تو یہ نکتہ چیں عشرہ محرم میں برابر پانی پی پی کر مرزا صاحب کو کوسا کرے اور سینہ زنی کرکے دل کی جلن مٹا لیا کرے تو اچھا ہے تضیع اوقات پبلک سے کیا حاصل۔ مرزا صاحب کے اقوال و اعمال سے دیکھکر تو انسان صفات عالیہ سیکھتا ہے بزرگان دین پر بدظنی کجا۔ ہاں گریہ کے

حدیثہ خوانوں اور روٹیوں پر نوحہ گری کرنے والوں اور رومال منہ پر رکھکر گلا پھاڑنے آنکھوں کو آنسوؤں سے نہ آشنا کرنے والوں اور مٹھائی بوندی کے ٹھیکروں پر سینہ کوبی کرنے والوں کی مثالیں ضرور ایک لعنتی گروہ اعلیٰ درجہ کا بدظن نکتہ چیں گروہ بنا رہی ہیں پناہ بربی۔ ہم ان دونوں نمونوں کو قوم کے آگے پیش کرتے ہیں اور فیصلہ خدا کے سپرد۔ جو شخص سچے مرسلوں کا معیار ہی نہیں جانتا وہ اپنے ابنائے جنس کی مصنوعی عبادات دیکھکر دوسرے راستبازوں پر منہ آئے اور جھوٹا جائے تو کچھ شکوہ نہیں ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اصل یہ ہے کہ ان اگلوں میں جنھوں نے معصوم نبی کو سولی پر چڑھایا اور ان پچھلوں میں جو ایک معصوم کی ترقی جاہ اور نورانیت کو دیکھ نہیں سکتے امور متشابہ فیہ بہت ہیں فرق یہ ہے کہ وہ سولی پر چڑھانے پر کامیاب ہوئے اور یہ عدالتوں سے ناکام نامراد پھرتے ہیں وہ خدا کی لعنت کے مزے چکھ چکے اور یہ چکھ رہے ہیں۔ یہ اُمیدوار ابتدائے سبقوں سے عبرت پذیر نہیں ہوئے بڑے سبق کے متوقع ہیں مگر اَللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ +

صیغہ اصلاح کی نظر

اس ظاہری اصلاح باطنی فساد کی نظر بھی عجیب چیز ہے۔ عجیب اسلیے کہ ؎ بچشم عداوت بزرگ تر عیب است + ہر عمدہ خلق ہر سنت نبوی اسکے لیے عیب اور عدل سے خلاف ہے۔ ابوبکر و عثمان و عمر کی خلافت غصب و ظلم۔ مرزا صاحب کا کسی سے نکاح کرنا متعہ سے بدتر۔ یہ قلیل ایڈیٹر کیا ان بیچ والوں میں شامل تھا جو نکاح کا پیام سلام لیجایا کرتے تھے اگر وہ اس دلالی میں نہ تھا تو اسے کیا علم ہے؟ نکاح کے لیے بغیر مرضی کچھ ہو رہا ہے بے تعصبی کی تحقیقات تو یہ تھی کہ واقعات اور پیشگوئی نکاح کی پیش کرکے واقعاتی شہادت سے اپنے دعوے کو ثابت کیا جاتا۔ نکاح بغیر ایجاب و قبول ہوتا ہی نہیں پھر اُسے کیوں اسقدر گھبراہٹ ہوئی غالباً اسے نکاح ہوتے نہیں دیکھے ہیں گا لیجانے کے واقعات اسکے سر میں اسقدر جاگزین ہیں کہ نکاح کی فلاسفی بھی غت ربود ہوگئی۔ افسوس! نکاح میں ناکامیابی تو جب کہنا روا ہے

جب فریقین میں سے کوئی مرجاوے ابھی تو بفضلہ تعالےٰ دونوں موجود ہیں خدا کی وحی پہنچانے میں مامور کبھی ڈر نہیں کرتے چاہے کوئی دھمکی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی نکاح میں کوئی مقررہ میعاد نہیں تھی اسکو ایڈیٹر محقق ہونے بے تعصب بے لاگ (بیباک) ثابت کرے ورنہ اس دھوکہ دہی سے کیا حاصل جن واقعات کو بیٹے اور بیٹے کی بی بی اور مرزا صاحب کی بی بی کے متعلق لکھا ہے انکو ثابت کرنا چاہیے تھا بغیر ثبوت ہم کیونکر کہدیں کہ یہ جج کی بے تعصبانہ تحقیقات ہے۔ اگر ثنا ء اللہ چھاپ چکا ہے تو اُسکو بلا تردد کیوں کہا جاتا کہ ہزاروں بار تردید ہوچکی ہے وہ خدائے غیور کی ایک وحی تھی جس کے بطلان کی کوشش بیٹا بیٹے کی زوجہ اور خود بیٹے کی ماں محض رنج کی وجہ سے کرتے تھے اللہ تعالےٰ کی وحی کی تکذیب و تخریب کرنے والے ہمیشہ چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ یہی سنت انبیاء ہے حضرت نوح کا بیٹا۔ حضرت لوط کی بی بی اسی قسم کے نظائر میں ہیں۔ اسکو خلاف عدل کہنا کیسے نادان کا کام ہے اور پھر وہ بھی بغیر کسی شہادت کے بغیر انکشاف اصلیت کے اور چلیے اور کونسا واقعہ خلاف عدل آپکے انبار بے تمیزی میں ہے اُسے بھی پیش کیجیے +

قومی اتفاق

مرزا صاحب نے قوم کی بدخواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ اول تو انھوں نے خود جہاد تیغ سے انکار کیا۔ یہ دلچسپ فقرہ کسی ملکی نمک حرام کے قلم سے نکلتا تو اچھا تھا۔ یا کسی اسلام کے مرتد کی تحریر میں ہوتا تو مجھے صدمہ نہ ہوتا۔ افسوس ایسے تعلیم یافتہ کی حالت اسدرجہ رکیک اور ردی ہوگئی ہے کہ اُسے عناد ذاتی کی وجہ سے کچھ امتیاز حق و باطل نہیں رہا۔ جہاد کا دوست سیف کا شیدائی ہنوز اس غلامی پر اس زنانہ جرأت پر جہاد کا خواہشمند ہے۔ بفرض محال اگر آپ کے دست حنائی میں سیف دیدی جاوے تو آپ کیا کر دکھائینگے کتنے پاپڑ توڑ بیں گے کوئی جرأت کی مثال پیش کیجیے ہم کوشش کرینگے کہ گورنمنٹ میں آپ کی جرأت کے متعلق میموریل اور آپ کسی ہجڑوں کے فوج کے سپہ سالار بنائے جائیں یہ مسلمانوں کے لیڈر اور مصلح ہیں ایسے کی شان مسلمانوں میں سے جہاد کے بیہودہ خلاف شرع محمدی خیال کو مٹتا دیکھ کر مٹانے والے کو قومی بدخواہ فرماتے ہیں۔ کیا بُرا کیا کہ اسلام کا دامن تمھارے خود آلودہ پنجوں سے

چھڑا کر ان کروڑوں کے لیے سایۂ امن بنا دیا جو ایسی خونریزی کو خلاف قانون الٰہی سمجھتے ہیں اگر اسلام پر خاک ڈالنے والے مولوی تباہ ہوں اور وہ قوم سب کی سب غرق ہوجائے جو تعلیم و معارف قرآنی کی منکر ہے باوجود دعوی اتباع کے اور کیا چاہیے چشم ما روشن دل ما شاد ہمکو اللہ تعالےٰ کے دین کے مقابلہ میں وہ قوم کب عزیز ہے جو اسدرجہ بے تمیز ہے۔ اس سے زیادہ نیک نیتی کیا ہوگی کہ حضرت صاحب سلمہ ربہ نے ساری قوم کی پروا دین اسلام کے مقابلہ میں نہیں کی۔ ذاتی غرض مالی منفعت کا خیال ہوتا تو وہ بھی تمھاری طرح پیسہ کا اصول پیش نظر رکھتے قوم سے نہ بگاڑتے اور تمھاری طرح قوم کا خون چوستے امام مہدی کو خونی وہ قرار دیتے ہیں جو جہاد کے پرفسانہ عقیدہ کو دل میں پالے ہوئے نکبت و فلاکت قومی میں دلکو اس کی آمد کے سہارے تسکین دے لیتے ہیں کہ وہ گئی ہوئی سلطنت بخشے گا۔ جہاد نبوی کی تذلیل کسی طرح نہیں ہوسکتی ہے آئندہ جہاد ہو یا نہ ہو۔ جہاد نبوی حفاظت خود اختیاری کے لیے تھا نہ طمع سلطنت کے لیے جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو۔ یہودی بھی اصل مسیح سے سلطنت کے متمنی تھے مگر آسمانی بادشاہت کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہوگئے۔ سلطنت جہانیاتی اصولوں کی پیروی سے ملتی ہے۔ سعی و محنت سے ملتی ہے یا کسی تاریکی کے فرزند کی بدولت ملے گی۔ تمسے اپنے بس جب کچھ نہیں ہوسکتا تو پھر دوسرے کے سہارے عورتوں کی طرح آس لگائے بیٹھنے سے کیا ملیگا۔ انگریزوں۔ جرمن۔ روسیوں۔ جاپانیوں کی طرح اخلاق سلطنت پیدا کرو محنت و سعی کرو۔ عدل و انصاف کو روزانہ زندگی میں برتو سلطنت بھی ملجائے گی۔ کیا محض مہدی روپوش سرداب سے نکلکر تمکو اس روش غلامی سے چھڑا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لے آؤ اگر نہیں مانتے چار جوان کس پلٹن کے قلعی کھول دینگے۔ وہ

مہدی امام ہمام علیہ السلام جس کا وعدہ سرور انبیاء نے فرمایا تھا آگیا اور آسمانی بادشاہت کا وارث ہے۔ وہ اسلام کے چہرہ کو زمانہ کے سامنے لا رہا ہے اور ہر کہ و مہ فیضیاب ہوتا ہے چاہو تم مانو چاہو نہ مانو۔ چور بنکر چور کو جیلخانہ سے چھڑا لینا عدل ہے۔ ماشاء اللہ۔ سید اگر وہابی نہ تھے اور وہابی دھوکا دینے کے لیے بن گئے اور تقیہ آپ کی طرح گوارا کیا تو نہایت بُرا نمونہ اخلاق کا دکھایا۔ سرسید نہ وہابی تھے اور نہ اُنھوں نے

کبہی دہوکہ دیا۔ عیب ہر جگہ اور ہر وقت عیب ہے، مرے ہوئے سید کو کیون اپنے ساتہہ ذلیل کرتے ہو خدا سے ڈرو سچ کہا ہے۔ نادان دوست سے دانا دشمن بہلا۔ دوسرا امر مرزا صاحب کے خلاف یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر ناعاقبت اندیش کے نزدیک مرزا صاحب کا مسلمانون کی موت کی پیشگوئیان کرنا اور کسی کی قلبی تکلیف کی پروا نہ کرنا سخت اخلاقی جرم اور قومی اتفاق کے خلاف ہے یہ وہی بات ہے کہ جسکا جواب الزامی دیا جائیگا۔ تو ایڈیٹر کو مالیخولیا کا اندیشہ ہے۔ کیا آنحضرت کا اپنی قوم کے لوگون کو قتل کرنا اور بیدریغ عزیزون سے عزیزون کو کٹوانا تو روا تہا یہ ناروا ہے۔ کیا حرب جمل اور حضرۃ علیؓ کے وقت کی لڑائیان اور حضرت امام حسینؓ کا کوفہ جاکر بیعت کر لینا اجماع قومی کے اصول سے قابل نکتہ چینی نہین ہے۔ علیگڈھ کالج کی جدید تحریکات مذہبی کی بابت افسوس اجماعی اصول پر کوئی نکتہ چینی نہین ہوئی اے نادان ناسمجھ مامور من اللہ اور مرسل حق کبہی مداہنہ نہین کرتے وہ اظہار حق مین کبہی سے نہین ڈرتے جناب سید انبیا رسول اللہ علیہ السلام کا فعل عین صواب اور ٹھیک مرضی الٰہی کے ماتحت تہا اور عدل وہی تہا۔ کیونکہ حفاظت خود اختیاری اسی مین تھی۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام امر الٰہی مین کسی سے نہین ڈر سکتا۔ مجسٹریٹ کے سامنے جس امر کا اقرار کیا تہا وہ ایک خاص شخص کے ساتہہ معاہدہ تہا جیسا معاہدہ حضرت سرور عالم نے بہی صلح حدیبیہ مین کیا تہا۔ یہانتک کہ لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے کاٹ دیا تہا اور مکہ سے بے حج مراجعت کی تہی کیونکہ الٰہی مصلحت اسی مین تہی جس معاہدہ کا یہ ذکر ہے یعنی یہ کہ کسی کی موت کی پیشگوئی کرنا اور اس کا اعلان نکرنا مجسٹریٹ کے ڈر سے قبول کر لیا اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت بالغہ حجت ختم کرنا چاہتی تہی۔ چنانچہ اس واقعہ سے قبل ہی ایک عیسائی ایک آریہ ہندو ایک مسلمان کی موت یہ تین موتین بطور حجت کے ہو چکی تھیں۔ آیندہ نہ اس کی ضرورت تہی اور نہ کوئی پیشگوئی کرنی تہی پھر معاہدہ سے کیا حرج ہوا۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ کوئی پیشگوئی ہی شایع نہوگی تو یہ بیہودہ خیال ہوگا کیونکہ سیکڑون پیش گوئیان جب سے آج تک شایع ہو چکی ہین ایک قسم خاص کی پیشگوئی کے شایع نکرنے کا معاہدہ تہا نفی خاص سے عدم عام لازم نہین آتا ادنےٰ طالب علم بہی اس امر کو جانتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض ظاہر کرتا ہے کہ معترض کو منطق سے مس تک نہین پھر یہ معاہدہ کسی طرح اخلاق کا ضعف نہین ظاہر کر سکتا۔ ہر وہ شے جو تمہارے چہوٹے سے دماغ مین نہ آسکے تو وہ کیون لغو خلاف اصلیت ہے؟ تم کو یہ عقیدہ آجتک نہین کہلا۔ کہ کس طرح تم اختلاط والدین سے اس عالم مین تشریف لائے۔ تو پھر نہ سمجھنے پر تم کو کبہی اپنی پیدائش پر لغویت اور خلاف اصل ہونے کا شبہ ہوا؟ کبہی نہین اسی طرح ہر معاملہ کو غور سے سمجھو۔ سمجھنے پر جو لغو معلوم ہو۔ اسے لغو سمجھو۔ مسیح نے تن تنہا مصلوب ہونا۔ حسینؓ نے تین دن کی بہوک پیاس مین ہزارون زخمون سے شہید ہونا قبول کیا۔ اور کلمہ حق کو نہ چہوڑا۔ بے شک کوئی دوسرا امام دینی بھی ایسا نہین کرے گا کلمہ حق کو چہوڑنا اور بات ہے۔ اس کی بہی مثالین درست ہین۔ مگر معاہدہ شخصی کسی مدت تک کسی تحریر کی روش کے متعلق وہ امر ہے۔ جس کی مثال ہمنے بتائی مگر اے خوش دماغ مسئلہ تقیہ کی بابت جناب کا شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور امام حسینؓ شہید کی بابت کیا خیال ہے وہ کلمہ حق کا چہپانا ادنی ادنی انسان کے مقابلہ پر کس طرح آپ کی طبع آزاد ذی پسند حق جو گذارا کر لی ہے؟

سچ ہے اگر آپ جیسے خوش دماغ جج ہون۔ اور قوم کے مصلح ہون۔ تو ہدایت نگونگی اور اندھی ہی رہی مگر

تو کار زمین را نکو ساختی ✤ کہ با آسمان نیز پرداختی

نبی کی بہی یہ ضرورت ہے۔ کہ اکثر لوگ کم عقل مکارون اور دجالون کے فتنون مین پہنسے ہوئے ہین۔

مرزا صاحب کے عدم اسراف کی حقیقت تو جب کھلتی جب تم واقعات کو ایمانداری کی لکنتے۔ اور اس عرصی کو تحقیقات کی حد تک لیجا کر صحیح ثابت کر دیتے چلتے ہوئے فقرے ہر شخص جانتا ہے۔

لنگر کا چندہ مخصوص نذرانہ حضرت مرزا صاحب کا ہے اونھین اختیار ہے جس مد مین چاہین صرف کرین تم کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ تم خورده گیری کرو۔ تم کو ثابت کرنا چاہیئے کہ یہ رقوم بد امانت مرزا صاحب کے پاس بھیجی جاتی ہین اور ان مین خیانت ہوتی ہے۔ ورنہ منجملہ خرافات کے ایک یہ بہی ہے۔ اپنے اوقات اور مصارف امام باڑہ جات پر نظر ڈالکر اور مجتہدین کی پاک کمائیون اور پاک مصارف پر نگاہ کر کے کچہ کہا جائے۔ تو خیر صبر ہوگا

طعنہ بر خوبان بدین روئے سیاہ

مرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ بڑی جائداد خرید کی ہے اور اپنی حالت درست کرنیکی کوشش سب پیرون فقیرون مولویون اور امام باڑون اور تعزیون کی چراغی پر خوش پوشی کرنے والون سے زیادہ کی ہے محض افترا پر افترا ہے۔ ہم کیا کہین بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین مرزا صاحب سلمہ ربہ کی جائداد اللہ تعالیٰ خود بڑہا رہا ہے قادیان کا مالک مرزا صاحب کا خاندان ہے شرط واجب العرض یہی ہے کہ جو شخص قصبہ مین لاوارث فوت ہو جائے تو اوس کی آراضی کے مالک مرزا صاحب ہین۔ اس طرح اللہ تعالےٰ روز بروز توسیع ملکیت کر رہا ہے۔ اس بارہ مین انسان کی امداد کی حاجت ہی نہین ہے۔ رہی مکانات کی توسیع جس پر عصر جدید نے اپنی بوسیدہ منطق ختم کر کے بہت فخر کیا ہے۔ اسکی حالت یہ ہے کہ جس کے گھر پر بہت سے مہمان آئین گے وہ شریف میزبان ضرور اون کی خاطر داری کرے گا۔ چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب مدظلہ کے حضور مین صدہا مہمان آتے ہین۔ اس لئے آپنے مکانات کی توسیع کو بہت ضروری سمجہا۔ ہان وہ بخیل میزبان کیون اس کی قدر کر سکتا اور کیون اوسے ضرورت ہوگی۔ جس کے پاس کوئی آتا ہی نہو۔ جس قوم کے اخلاق مین اسقدر وسعت نہ ہو۔ کہ بارہ امامون سے زیادہ کی ضرورت حقہ کو محسوس کر سکے۔ چاہے دنیا کی عمر ہزارون سال ہی کی بعد جناب رسول اللہ کیون نہ ہون۔ تو اس کے دل مین مہمانون کے لئے کہان جگہ۔ یہ منطق تو ہر مجتہد مالدار شیعہ پر صادق آسکتی ہے۔ کیونکہ بکثرت امام باڑہ جات مسکونہ مکانات کے ساتہ لگے ہین۔ اور مکانات کی توسیع کے موجب بنے ہین۔ اسی مشاہدہ نے بدظنی سکہائی ہے مقتضائے تجربہ بہی تہا۔ اسلئے ہم بیچارہ کو زیادہ خفیف کرنا نہین چاہتے عاقلان را اشارہ کافی۔

مرزا صاحب کا خدا اگر کفیل نہ ہوتا۔ اور اگر وہ قوم کے دلون مین کشش مقناطیسی کا اثر نہ پیدا کرتا۔ تو دنیا کے فرزند مقدمہ بازیون ہی مین فیصلہ کر دیتے۔ آپنے اس مامور من اللہ پر کون سی مصیبت توڑنے کی کوشش نہین کی۔ اور کس وقت چین سے بیٹھنے دیا۔ تجارت اور مفت کے روپیے عیش تو البتہ وہ مولوی کر رہے ہین جن سے جناب کو سابقہ پڑتا ہے۔ اور چونکہ مشاہدہ نے ڈھکوسلے باز۔ شعبدہ باز ہمیشہ دکہائے ہین۔ اس لئے آپکو کیونکر اس افترا پرداز زمانہ مین کسی راستباز کی قدر ہو سکتی ہے۔ زائرین کربلا کے دل سے کوئی پوچہے کہ کسطرح جیب تمنا و جیب جامہ خالی لے کر لوٹتے ہین خدا اوس لوٹ سے جو لوٹ ہو۔ مالی و اخلاقی۔ مالی لوٹ کا یہ حال ہے۔ کہ کاغذ اور بہیون کے سنگہار کی بدولت قوم کے لاکہون کروڑون روپیے نکلے جاتے ہین۔ اخلاقی لوٹ کا یہ حال ہے کہ ہر شخص کے دل رکہنے کیلئے جہوٹ بولو مخالفون کو زبان ہاتہہ پاؤن غرض ہر طرح سے نقصان پہنچاؤ چاہے آبرو ہی کیون نہ جائے۔ مگر موقع پا کر گنہگار بنا دو۔ فاسق بنا دو۔ زانی بنا دو ؎

ہر عیب بنہ بسکہ طاعت باشد ✤ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

مرزا صاحب کا گھر اگر ہزار روپیے مین کسیقدر وسیع ہو جائے۔ تو ناگوار۔ لیکن مشہد مقدس مین چار چار انگل زمین لاکھون روپیہ کھا جائے۔ تو پسند۔ زندہ انسان بندگان خدا امن و عافیت پائین۔ تو ناروا۔ مُردون کے قافلے کے قافلے زمین گڑتے چلے جائین۔ اور لاکہون کے خرچ مین تو عزیز خاطر چاہے مہینے بہر کے بعد نکالکر پھینک دئے جائین۔ افسوس آپنے اپنی اس قدر علتین دکہا کر ناحق اپنے آپ کو ہر چہ گیرد علتی علت شود کا مصداق بنا لیا۔ علت غائی آپ کی اور اس تحریر کی زمانہ پر روشن ہو گئی۔ جو معیار جناب کا ہے۔ اس پر تو سوائے تاریکی کے فرزند کے اور کوئی پورا نہ اترا ہے۔ نہ اتریگا۔ مناسب تو یہ ہے۔ کہ سرداب سر من رائے جائیے۔ اور اصل کو لاکر ہم سب کی قلعی کھولدیجئے۔ اس تو تو مین مین کیا حاصل۔ بھنورے کا پلا دیکہکر ہم خود فیصلہ کر لین گے اصل قرآن شریف بہی مل جائے گا۔ بہتر تو یہی ہے کہ آپ رخصت لیکر سرداب جائیے اور اس معصوم رو پوش کو لے آئیے۔ کیا زندہ کو زندون مین لانا مشکل ہے جبکہ مردہ مسیح کو زندہ کرنا آسمان سے لانا آسان ہے۔

الغرض اس تمام تحریر سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ آپ سے اگر ممکن ہو۔ تو کبہی اللہ تعالےٰ کے چہرہ کو دنیا مین چمکنے ندین۔ کیونکہ نور حق سے تو کروڑون کی جعلسازیان اور افترا پردازیان کہل رہی ہین۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندون پر رحم فرماتا ہے اور ہادی بہیجتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ دنیا راہ راست پر آئے۔ لیکن مدعی کبہون اپنی کرنی سے باز آتے ہین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھین گے جب تک قدرت ہے۔ مگر اے نادانو! "اللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"

کم سے کم اس بحثا بحثی مین یہ بات تو کھل گئی۔ کہ مامور من اللہ اور مرسل من اللہ کے ساتہہ اس طرح دنیا عناد رکہتی ہے۔ اگلون پر ہنستے ہین کہ کیسے نادان تھے کہ راستی سے منہ موڑا۔ کیا عقل نہ تہی۔ لیکن ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا۔ کہ مفسد ہمیشہ مصلح بنکر قوم کو راستبازون کی طرف جانے سے روکتے ہین۔ اللہ تعالےٰ کے ہزارون ہزار شکر کہ اس نے امام معصوم کی صداقت اپنے لاکہون نشانات آسمانی سے قائم کر دی۔ اور ثابت کر دیا کہ تاریکی کے فرزند اور ان کے چیلے چاپڑے نجات سے بے نصیب در اسلام پاک سے کوسون دور پڑے ہوئے ہین۔ زمانہ سنت اللہ پر چل رہا ہے۔ اور سنت اللہ ہی ایک غیر قابل تغیر قانون ہے۔ سنت اللہ توڑنے والون پر زمانہ تیار کہڑا رہتا ہے یہی خدا کی لاٹھی ہے۔ پیسہ اخبار کو لگ چکی۔ عصر جدید بھی راہ طے کر رہا ہے۔ عنقریب اس منزل پر پہونچے گا جہان

یادگار کریم

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی زندگی اور موت ہر صورت اور ہر پہلو سے مبارک ہی تھی۔ زندگی خدمت دین میں گذری اور اسی جہاد اکبر میں آپ نے جام شہادت پیا موت (جو در حقیقت زندگی ہی ہے کیونکہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

قوم کو بہت سے مفید سبق دیتی ہے اور اس طرح مرحوم کا سنگ مزار ہمیشہ مرحوم کی زندگی کا آئینہ ہو کر اپنا کام کرتا رہے گا۔ مرحوم کا صدمہ ...... ایسا صدمہ نہیں جو دلوں سے یکدم بھولجائے اور نہ یہ موقع ہے کہ میں قوم کے اس معزز ہیرو کی وفات کا نقشہ کھینچ کر قوم کو رلاؤں اس کے لئے کئی دردانگیز مرقع اور مرثیہ کی حاجت نہیں مخدوم الملۃ کے نام کے ساتھ مرحوم کا لفظ ہی اپنے اندر غضب کی تاثیر اور رقت رکھتا ہے تاہم میں مرحوم کی شہادت پر ایک مفصل آرٹکل بہت جلد لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں جب دل بیقرار کو کچھ ڈھارس ملے۔ اسوقت ایک ضروری امر قوم کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور در اصل میں اس پیغام رسانی کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہوں اور بس ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفتہ ہمان میگویم

کا مصداق ہوں۔ یہ امر نہایت ضروری اور نہایت مفید اور انشاء اللہ العزیز بابرکت امر ہے جسکے پیش کرنے کا مجھے حضرت حکیم الامۃ کیطرف سے ایما ہؤا ہے اور حضرت حکیم الامۃ نے بھی حضرت امام الملۃ حجۃ الاسلام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کرکے اجازت لے لی ہے۔ حضرت حجۃ اللہ نے اسکو از بس پسند فرمایا اور ضروری سمجھا ہے۔ پس اس سے اس کی اہمیت اور ضرورت کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت اور عشق تھا۔ وہ قرآن شریف کے حقایق اور معارف کے بیان کرنے میں جیسے قادر الکلام اور پرجوش تھے ویسے ہی انکی قرات کے لئے ایک دلکش اور موثر لہجہ اور لحن رکھتے تھے۔ چونکہ مخدوم الملۃ نے کوئی صلبی اولاد بھی نہیں چھوڑی اسلئے حضرت حکیم الامۃ نے یہ تجویز کی ہے کہ مرحوم کی روح کو خوش کرنے اور ایصال ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کے طور پر یہاں قادیان میں قرآن شریف کی ایک جماعت کھولی جائے جس میں ایک عمدہ اور اعلےٰ درجہ کا قاری قرآن شریف پڑھانے کے لئے رکھا جاوے اور چند مستعد اور ہوشیار طالب علم اسکے پاس تجوید اور قراءت کے ساتھ قرآن شریف پڑھیں اور پڑھائیں تجربہ سنیں اور سنائیں گویا قرآن شریف کے مبلغین کی جماعت وہ جماعت ہو۔ اور اسطرح ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی مصداق ہو۔ (انشاء اللہ العزیز) یہ بہت مختصر سا کلام ہے۔ اسکے لئے بجائے خود ساری جماعت احمدیہ مخاطب ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ جماعت سیالکوٹ (جسکو اپنی جگہ مخدوم الملۃ کے وجود پر خاص ناز تھا) جماعت لاہور اور اس میں سے علی الخصوص عالی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب (جنکو مخدوم الملۃ کے ساتھ اور جنکے ساتھ مخدوم الملۃ کو کامل درجہ کی للہ محبت تھی) منشی تاج الدین صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور قریشی صاحب مخاطب ہیں۔ اور اسیطرح منشی گلاب خان صاحب (دہرم سالہ) چودہری رستم علی (انبالہ) بابو عطا محمد صاحب اور سیر منشی عبد العزیز ماسٹر ظفر اللہ اور دوسرے دوست (جنکو مخدوم الملۃ کے ساتھ خصوصیت سے محبت تھی اور جان سے ارادت رکھتے تھے) اس موقع پر مخاطب ہیں۔ کہ وہ اس جماعت کے متعلمین اور معلمین کے مصارف کو اپنے ذمہ لیں اور اس کار خیر میں مدد دیں۔ آہ! ایک وقت تھا کہ دار الامان کی دینی ضرورتوں کے پیش آنے پر مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ انہیں احباب کی ارادت اور محبت واخلاص اور سعی فی الدین کا اندازہ کرکے بیڑا اٹھا لیا کرتے تھے کہ میں اسقدر روپیہ جمع کردوں گا۔ اور آج اسی مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کی نیت سے ان احباب کے سامنے مجھے اپیل کی حاجت پڑی!!!

مجھے کچھ بھی ضرورت نہیں کہ میں اس مقصد کے لئے زمانہ کے عربی اور چلتے چلتے الفاظ استعمال کروں۔ اللہ تعالیٰ قوم اور احباب مخدوم الملۃ کے دل میں خود اس ضرورت اور مقصد مفید کا القا کرے۔ آمین

چونکہ الحکم کے ساتھ اور اسکے ایڈیٹر کے ساتھ بھی مخدوم الملۃ کو خاص محبت تھی اور وہ الحکم کے لئے اپنے دل میں خاص جوش اور غیرت رکھتے تھے۔ اسلئے میں خود پانچ روپیہ ماہوار کے قلیل چندہ سے اسے شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماوے (آمین) یہ یاد رہے کہ اس مد میں مستقل ماہوار چندوں کی مستقل اخراجات کے لئے اور یکمشت عطیوں کی اتفاقی اور ابتدائی اخراجات کے لئے ضرورت ہے تمام روپیہ حضرت حکیم الامۃ کے نام آنا چاہئے اور اس کی اطلاع ایڈیٹر الحکم کو دیجاوے کو پھر جلی قلم سے یادگار کریم لکھا جاوے۔ آخر میں رب کریم کے حضور التجا ہے۔

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

(ایڈیٹر الحکم)

نوٹ۔ حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی خبر وصال پاکر لاہور کے اکثر احباب تعزیت کے لئے دار الامان بیقرار ہوکر تشریف لائے تھے۔ عالی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب سے خصوصاً اسکا ذکر کیا انہوں نے بڑی دلچسپی سے اس تجویز کو سنا اور پسند کیا۔ مجھے امید ہے کہ تمام احباب بڑی عجلت اور سرگرمی کے ساتھ اس تجویز کی تائید میں عملی حصہ لیں گے۔

ایک ضروری اطلاع

حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ کی سوانحمری جمع کرنے کا ہیچمز ایڈیٹر الحکم نے ارادہ کیا ہے اور کسیقدر میٹریل (مصالحہ) آپ کی سیرت کا اسنے جمع بھی کر لیا ہے اس لئے سب صاحبان خصوصاً مخلص احباب مخدوم الملۃ کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی تحریر مخدوم الملۃ کی ایسی ہو جس سے آپکی سیرت کیلئے مواد مل سکتا ہے وہ مجھے اصل بھیجدیں میں اسکی صحیح نقل کے بعد انہیں واپس بھیجدوں گا۔ ایسا ہی اگر کسی کے پاس مخدوم الملۃ رض کے خطوط ہوں وہ بھی بھیجدیں۔ یا انہیں خود کوئی واقعہ مخدوم الملۃ رض کی زندگی کا معلوم ہو تو اس سے اطلاع دیں اور نیز ان رویا اور کشوف سے بھی مجھے اطلاع دیجائے جو مخدوم الملۃ رض کی وفات کے بعد کسی نے ان کے متعلق دیکھے ہوں (ایڈیٹر الحکم)

فزع عیسیٰ ومن معہ

(رقمزدہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے)

اس الہام الٰہی سے بڑھ کر کوئی الفاظ اس سانحہ جانگداز کی حقیقت کو بیان نہیں کر سکتے جو ۱۱- اکتوبر کو بدھ کے روز پیش آیا۔ جس دن یہ الہام سنایا گیا یعنی ۲۱- اگست ۱۹۰۵ء اسی دن حضرت مخدوم ومکرم مولوی عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہ کی گردن کے نیچے ایک چھوٹی سی پھنسی نمودار ہوگئی جو مولوی صاحب مرحوم کی مرض کی ابتدا تھی۔ اور ۵۱ دن کی مرض کے بعد ۱۱- اکتوبر بدھ کے روز ۲ بجے دن کے حضرت مرحوم سینتالیس سال کی عمر میں جو الہام الٰہی سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون اس دار ناپائیدار سے انتقال فرماکر حیات ابدی میں جا داخل ہوئے۔ اللہم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم منزلہ ووسع مدخلہ۔ اس لمبی مرض کے اثنا میں کئی دفعہ صحت کا رنگ آیا اور پھر مرض کا عود ہوا اور آخرکار ذات الجنب کے حملہ سے جس میں ۱۰۶ درجہ کا بخار ہوگیا جان بسپرد خدا کی صحت کا ہونا اور پھر بار بار بیماری کا عود کرنا گویا اس تردد کی ایک صورت تھی۔ جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مجھے کبھی ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا مومن کی قبض روح میں تردد ہوتا ہے مومن کی زندگی نفسانی خواہشات یا دنیا کی محبت کے لئے تو ہوتی نہیں بلکہ وہ صرف اللہ تعالےٰ کے جلال کو پھیلانے کے لئے ہی دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے اور محض اسی غرض کے لئے چاہتا ہے کہ اسے عمر دیجاوے لیکن جب موت کا وقت آجاتا ہے اور تقدیر مبرم آجاتی ہے تو پھر آخر اسے سفر آخرت کے لئے چلنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جن احباب کو ایام بیماری میں حضرت مرحوم کی خدمت کا موقعہ ملا ہے انہوں نے یہی

لفظ آپکے منہ سے سُننے کہ فلان مضمون میرے ہمرمین ہے اگر خدا توفیق اور صحت دے تو اسکو لکھا جائے - یہی سچی مومنانہ زندگی کا ایک نقشہ ہے اور خدا نے آپ کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو وہ اپنے اولیاء کرام سے کرتا ہے ورنہ اس تیز ذیابیطس کے ساتھ جو ایک سال سے زور پکڑ گیا تھا کاربنکل اسقدر مہلت نہیں دیتا چہ جائیکہ اچھا ہو جائے - حضرت مولویصاحب مرحوم کی صحت کیحالت ایک دفعہ تو ایسی ہو گئی کہ فرمانے لگے کہ اب تو مین دو چار دن مین چلنے پھرنے لگونگا اب خوب طاقت آگئی ہے اور گردن پر تو اب کچھہ معلوم بھی نہین ہوتا در اصل گردن کا کاربنکل بہت اچھا ہو گیا تھا - اور زخم بھر گیا تھا مگر ساتھ ہی اسکے مرحوم ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے تھے اور ایک لحہ بھی اسطرف سے غافل نہین ہوئے ان درمیانی صحت کے دفعون کی اطلاع بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا مین ہوتی رہی - مگر تقدیر مبرم وہی تھی جسے اللہ تعالے نے ان الفاظ مین بیان فرمایا کہ اذا جاء افواج وسمع من السماء - یعنی جب آسمان سے فوجین اور زہر آچکی - اور پھر اس کے ساتھہ ہی کفن مین لپیٹا گیا - اور پھر یہ کہ ان المنایا لاتطیش سہامہا - یعنی موت کا تیر خطا نہین جاتا - یہ سب مع الہام سینتالیس سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون تقدیر مبرم کی خبرین تھین - جو سہ رویا ابتدا مین مبشر سمجھی گئی تھین انکو ایک طرف اللہ تعالے نے ایک حد تک صحت دیکر پورا بھی کر دیا مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ انسان کا ذہن ہمیشہ خیر کیطرف متبادر ہوتا ہے اور یہی طریق انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ جبتک کوئی امر جو بظاہر مصیبت کے رنگ مین ہوتا ہے واقع نہین ہو جاتا تب تک وہ اللہ تعالے کے فضل کو ہی تلاش کرتے ہین اور فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - ایسا ہی جب فال لیتے ہین تو نیک ہی لیتے ہین اور کبھی بد فال نہین لیتے وہ ایک طرف اللہ تعالے کی بے نیازی کو سمجھتے ہین اور باوجود بڑے بڑے فضل کے وعدون کے دردناک دعاؤن مین لگے رہتے ہین جیسا کہ آنحضرتؐ بدر کی لڑائی مین اور دوسری طرف جب کوئی مصیبت یا غم نازل ہونیوالا ہوتا ہے تو اس وقت وہ فضل سے کبھی مایوس نہین ہوتے - حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی موت جہان ایک طرف جماعت کے لئے غم کی خبر ہے دوسری طرف جماعت کے لئے ایک عملی نصیحت کا سبق دیتی ہے - اور وہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی محبت کو کم کرکے آخرت کیطرف دل لگائین - کوئی نبی نہین آیا جسکی یہ تعلیم نہ ہو کہ یہ دنیا اور اسکی زندگی ہیچ ہے - چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت دعا حضرت مولانا مرحوم کیلئے کی تو الہام ہوا - تؤثرون الحیوۃ الدنیا یعنی حیات دنیا پر بہت زور نہین دینا چاہیئے یہ دنیا تو اتنی قابل ہے کہ اس سے دل کو توڑ کر اسجگہ دل لگایا جاوے جہان حیات ابدی ملتی ہے - حضرت مسیح موعودؑ نے اسموقعہ پر فرمایا کہ صحابہ کے نمونہ کو مدِنظر رکھنا چاہیئے وہ سوائے خدا کی راہ مین جان فدا کرنے کے اور کچھہ جانتے ہی نہ تھے اور اس زندگی کی مطلق کوئی پروا نہ کرتے تھے بلکہ ہر وقت منتظر تھے کہ کب شہادت پاکر خدا سے جاملین - یہہ جس قسم کی مصیبت اور غم ہمین مولوی صاحب مرحوم کی مفارقت سے پہونچا ہے ہمارے نبی کریم صلعم کو ہر روز ایسے غم پہونچتے تھے - اور آپ کے نہایت عزیز صحابہ آپکی آنکھون کے سامنے قتل ہو جاتے تھے - مگر خدا تعالے نے آپکو دل ہی ایسا دیا تھا - کہ وہ سب صدمات کی برداشت کرتے اور کسی کو اگر اسقدر غم پہنچتا جسقدر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو وہ انہی غمون سے ہلاک ہو جاتا -

یہہ ایک عجیب بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مولویصاحب مرحوم کی وفات پر نہ صرف جماعت ہی روتی تھی بلکہ آسمان بھی رویا - آپ کی وفات سے پہلے آسمان بالکل صاف تھا اور کئی دلون سے اسیطرح صاف چلا آتا تھا مگر جونہی کہ آپ نے آخری دم لیا آسمان پہ بادل نمودار ہو گیا اور آخر جب آپ کا جنازہ میدان مین رکھا گیا اور حضرت مسیح موعودؑ نماز جنازہ کیلئے تشریف لائے تو ایسے قطرے آسمان سے برسنے شروع ہوئے جو بالکل رونے سے مشابہ تھے - جو احمق نادان اس موت پر ہنستا ہے وہ یاد رکھے کہ یہ ہنسنے کا وقت نہین یہی موت کا دروازہ ہے جس سے سب نبی ولی ہو کر گذرے اور آخر اسی سے سب نے گذرنا ہے دوسریطرف اللہ تعالے اس جماعت کو یہی حکم دیتا ہے کہ حد سے زیادہ غم نکرین - مولویصاحب مرحوم کی وفات سے چند گھنٹے پہلے یہہ الہام الٰہی ہوا - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - یعنی خدا کی ہی عبادت کرو جسنے تمہین ناچیز نطفہ سے پیدا کیا - اسمین یہ اشارہ ہے کہ حد سے زیادہ محبت کرنی بھی ایک آدمی کو معبود بنا لینے کے برابر ہوتی ہے یہ اسی کے مشابہ ہی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فرمایا کہ من کان یعبد محمدا فان محمدا قدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت +

تازہ الہامات و رویا

۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء قبل وفات حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ - رویا - دیکھا - کہ قدرت اللہ خان کی بیوی روپیون کی ایک ڈھیری پیش کرتی ہے اس مین ایک لکڑی بھی ہے -

(۱) الہام ہوا - اریدالخیر - ترجمہ مین خیر کا ارادہ کرتا ہون -

(۲) الہام - یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم - ترجمہ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جسنے تم کو پیدا کیا -

فرمایا - مولوی عبدالکریم صاحب کی موت پر حد سے زیادہ غم کرنا اور اسکی نسبت یہہ خیال کر لینا کہ اسکے بغیر اب فلان حرج ہوگا - ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے کیونکہ جس سے حد سے زیادہ محبت کی جاتی ہے یا حد سے زیادہ اسکی جدائی کا غم کیا جاتا ہے - وہ معبود کے حکم مین ہو جاتا ہے خدا تعالے ایک کو بلا لیتا ہے دوسرا اسکے قایم مقام کر دیتا ہے قادر اور بے نیاز ہے - پہلے اس سے ایک یہہ بھی الہام ہوا تھا جو ۲۳ ستمبر کے قریب کا ہے تؤثرون الحیوۃ الدنیا - یعنے تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو +

ضروری اطلاع لنگرخانہ

کا تمام روپیہ جو بعض احباب حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام بھیجتے تھے وہ آیندہ براہ راست حضرت اقدس کے نام روانہ کرین + ہان اگر کوئی صاحب مخدوم الملۃ کے ضعیف والدین کیلئے کوئی رقم بھیجین تو وہ میان محمد اسمٰعیل سیالکوٹی

نظم مشتمل بر وفات شہادت آیات حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ

(از میر مہدی حسین صاحب موج)

غم سے آتا ہے کلیجہ منہ کو اور دل ہے دو نیم
آہ دنیا سے سدھارا آج اک عبدالکریم
خاصۂ ارباب حق عاشق رسول اللہ کے
راہی ملک بقا ہو کر ہوئے جنت مقیم
کاربنکل کے جراحت مندمل ہوتے رہے
درد ذات الجنب سے رخصت ہوئی جان سقیم
آسمان پر باب رحمت یک بیک سب کھل گئے
جسم خاکی سے اُڑا جب طائر روح سلیم
واہ رے شان نبی عاشق کا دم نکلا جبھی
آسمان پر گرد پہونچی چھا گیا بادل جسیم
اضطراب اہل دل لایا اوٹھا کر گرد باد
خاک گلیون مین اڑاتی پھر گئی یکدم نسیم
عبد مومن کا جنازہ جب رکھا میدان مین
بجلیان کوندین گھٹا اٹھی ہوا حشر عظیم
کیا بیان اُس کا زبان میری سے ہوسکتا ہے آہ
منہ پہ بوسہ دیکے بولے جب یہ امت کے حکیم
کہتے تھے رحلت پہ ابراہیم کی جو کچھہ نبیؐ
ہم وہی لفظون مین کہتے ہین مری پیارے حمیم
یعنے ہم احکام خالق پر نہین ہین لب کشاء
پر تیری فرقت نے ہمکو کر دیا تصویر جیم
بوندیان برسین او سیدم اشک خون کیطرح سے
دیکھتے تھے جب کہ چہرہ کو مسیحائے وسیم
پھر جنازہ پر نماز آخری ہونے لگی
آسمان روتا تھا ہمراہ محبان صمیم
منہ سے کرتے تھے دعا آنکھون سے پانی تھا رواں
جوش مین آیا یہہ حالت دیکھہ باران رحیم
یوسف چاہ لحد کے غم مین یعقوب حزین
ہچکیان لیتے رہے از بسکہ تھے زار و کظیم
والدہ کو آپ کی اللہ دے صبر جمیل
اُس سے کب اُٹھیگا یہہ اندوہ کا کوہ عظیم
ہم کہین گے بالضرور اس مرد میدان کو شہید
گو دخامت سے کرے یا دآپ کو کوئی لئیم
ہم کو یارب صبر دے اور عاقبت محمود کر
اور بہت نعم البدل ہمکو عطا کر یا علیم
مصرع تاریخ لکھا موج نے بے دخل پاک
فات عبداً الہنا فاللہ رحمٰن رحیم
سنہ ۱۳۲۳ھ

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کیمسٹری مدرسہ کے ممبر کیمیکل اگزامینر لیم رسٹن کرپر صاحب بہادر نے جانچ فرما کر سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے اسوجہ سے حالت تندرستی میں اسکے استعمال سے بھوک بڑہتی ہے۔ اور غذا ہضم ہوکر خون صالح پیدا ہوتا ہے اگر پورے پرہیز کے ساتھ روزانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو نیا اور صاف خون معمول سے زائد تندرست انسان کے بدن میں پیدا ہو سکتا ہے جسکی وجہ سے ہرطرح کی کمزوری اور سستی رفع ہوکر چستی اور مردانگی پیدا ہو سکتی ہے اور انسان صحیح و تندرست رہ سکتا ہے۔ یہ نمک سلیمانی امراض ذیل میں جو کہ معدہ کی خرابی کیوجہ سے پیدا ہوتے ہیں مثلاً ہیضہ تخمہ۔ بدہضمی۔ نفخ۔ قراقر۔ کھٹی یا جلی ہوئی ڈکاروں کا آنا۔ پیٹ کا درد۔ اسہال۔ پیچش۔ ریاح کا درد۔ کمی اشتہا۔ بواسیر۔ قبض۔ ان سب شکایتوں میں مثل جادوں کے اپنا اثر دکہلاتا ہے۔ کیونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ اور مثانہ کی گرمی کا محافظ ہے اسوجہ سے باربار پیشاب آنے کو بھی روکتا ہے۔ دمہ یا سانس کا پہولنا جو کہ بدہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہوا ہو اس میں بھی یہ مفید ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات فاسد کو تحلیل کرتا ہے اسوجہ سے گٹھیہ کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے ہیضہ یا طاعون کے دنوں میں اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے۔

ہزاروں میں سے دو چار سرٹیفکیٹوں کا خلاصہ

جناب معلیٰ القاب دبیر الدولہ فصیح الملک ناظم یار جنگ استاد جہان مرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن ۲ جون ۱۹۰۵ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور انہیں اوصاف کے ساتھ موصوف پایا جیسا اشتہار میں درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اوس نے بھی تعریف کی۔ جناب صاحبزادہ محمد امین الرحمن خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا و نواب صاحبزادہ والی ججہر مرحوم ۹ ستمبر ۱۹۰۴ء کو مقام لدہیانہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی بدہضمی۔ کھٹی ڈکار۔ نفخ۔ درد ریاحی۔ درد شکم کیواسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدہ کی شکایت کے مبتلا تھے میں نے آپکا نمک سلیمانی انکو دیا خدا کے فضل سے ان لوگوں کو آرام ہوا۔ درحقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اور میں خود درد ریاحی اور کھٹی ڈکاروں کے مرض میں مبتلا تھا اس نمک سلیمانی کے استعمال سے شفا ہوئی۔ جناب مولوی ریاض الدین احمد صاحب استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بہوپال تحریر فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور پیچش بیمار تھا اور ہرطرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہوں جس سے اسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہو جائیگا براہ مہربانی دو شیشیاں نمک سلیمانی کی اور بہیج دیجئے۔ جناب بابو سالک رام سنگہ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۲۵ اگست ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ میں آپکا نہایت ممنون ہوں کہ آپ کے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر میں جو کہ مجھکو جاپان آتے وقت پیش آیا تھا بہت مدد ملی۔ سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ میں اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تھا۔ آپکا نمک سلیمانی معدہ کی شکایتوں کے واسطے بھی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کہانے میں نہایت خوش ذائقہ ہے۔

جناب بابو ٹھن رام صاحب زمیندار ڈیرہ اسمٰعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ وامریکہ وغیرہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کے واسطے اکسیر نہیں ہے بلکہ سمندر کی بیماریاں مثل متلی۔ چکر۔ بخار وغیرہ میں بھی اپنا اثر بہت اچھا دکہاتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنیوالے لوگ اپنے ساتھ لیکر ضرور فائدہ اٹھائینگے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریوں سے محفوظ رہینگے۔

کلکٹر و مجسٹریٹ بلیا جناب بابو رام سنگہ صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑہانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے۔

جناب مفتی محمد عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ثقل معدہ سوء ہضمی پر متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا کھٹی اور جلی ہوئی ڈکاروں کو روک دیتا ہے۔ غرض امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے جن لوگوں کو کہانا نہ ہضم ہوتا ہو تو وہ کہانا کہانیکے بعد نمک سلیمانی [illegible]

مفت

۵۰ ہزار پڑیہ بطور نمونہ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچہزار سے بڑہا کر پچاس ہزار پڑیہ کردی گئی ہے۔ ۲ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگی یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہو رہا ہے دنیا کے قریب قریب حصہ میں اس کے خریدار موجود ہیں سیکڑوں شکریے ہمارے پاس معزز ڈاکٹروں اور حکیموں اور رئیسوں اور عہدہ داروں کے موجود ہیں جن کے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زائد اور کیا ثبوت ہوگا کہ یکم دسمبر سے صرف ۱۶ دسمبر تک تین ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگوں نے منگوائیں اسپر تجربہ کے بعد ۷۵ فیصدی کی فرمائشات آچکی ہیں اور یہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے آنکھ کا کوئی مرض ایسا نہیں جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض میں بیحد مفید ثابت ہوا ہے۔ ابتدائی نزول الماء میں اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہیں جالا۔ پہولا۔ دہند۔ غبار۔ سبل پانی جانا۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیا بند ابتدائی۔ سرخی ناخنہ۔ وغیرہ وغیرہ کو چندہی روز کے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اس کے استعمال سے عینک کی حاجت نہیں ہوتی اور حالت مرض لگائے تو ازالہ مرض کے لئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے ہر حصہ ملک میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے تاجران دوا فروشوں اور ڈاکٹروں کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جائینگے دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے فرمائشات ویلیو پے ایبل منگوانے میں جانبین کا اطمینان ہوگا۔ محصول وغیرہ ذمہ خریدار بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۱۲ - سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸

کم خرچ بالانشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے خاص طور پر سوتی لنگی اور سسری ۴ اور مختلف لوضع پختہ رنگ کی تیاری کا بھی انتظام کیا ہے جو مستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضعی میں یہاں کے چابکدست کاریگروں نے یہ کمال دکہایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہیں اور پایئداری میں تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہیں ہے ایکمرتبہ منگا کر ملاحظہ تو فرمایئے۔ قیمت فی تہان قسم اول طول ۱۰ گز ۱۰ گرہ عرض ۱ گرہ ۱۲ + قیمت فی تہان قسم دوم طول ۱۰ گز ۸ گرہ عرض ۱۰ گرہ ۱۰ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکہنؤ ہونی چاہیئے

المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دہوکہ سے بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے سرمہ سلیمانی - یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے۔ جسکے چندروز کے استعمال سے جالا۔ پہولا۔ دہند۔ آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکہوں سے پانی بہنا۔ نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجئے بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۲ سنون دندان - جس کے استعمال سے داڑھ خواہ مسوڑہ ہے کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا دورہ ہو یا مسوڑہ ورم کرگیا یا دانتوں سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفعہ ہوکر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہیں۔ قیمت فی بکس ۴ پوڈر بالصفا - یہ پوڈر دیگر پوڈروں کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہو جاتی ہے اور نیز منٹوں میں فارغ کردینا اسیکا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ ڈبیا کلاں ۴۔

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلبگڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی احت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہوگئے ہیں بلحاظ قدامت اب ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم محمد حبیب اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی۔ ناگر تیل - یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکھوں۔ درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

پتہ و نہال سنگہ بھارگو مینیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گہاٹ شہر بنارس۔ (انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔)

حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اٹھاؤ

میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جس میں اصول صحت کی خلاف ورزی کی وجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہوں اپنے بقدر طاقت ہمدردی کروں میں نے نیپال کا سفر کیا ہے۔ نہ مجھے کسی سلو ہو اور منیاسی نے کوئی نسخہ بتلایا ہے۔ ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے میں مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب میں انکے ماتحت اور نگرانی میں ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں اور اب تک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضوں کی خط وکتابت اور انکے لئے نسخہ جات تجویز کرنا میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامت کے طریق علاج اور آپکی علمی تحقیقات اور واقفیت سے ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی جہاں ایسے واقف کار موجود نہ ہوں ان کے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ اور اب جو میں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس میں بھی میرا یہی معمول ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے باعث پیدا ہوتے ہیں کا علاج انہیں مجرب نسخوں کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے مطب میں ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض میں مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کریں گے۔ اسی بنا پر شفاخانہ جس کا نام شفاخانہ فضل رحمانی رکھا گیا ہے میں نے قادیان میں کھولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت کی علمی تحقیقات اور مجربات کو جو دیدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے۔ بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے۔

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزار بار مریضوں پر آزمایا ہوا آنکھوں کی بہت سی بیماریوں خصوصاً جالا۔ دھند۔ سبل (یعنی آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑجانا) ڈہلکا آنکھوں میں پانی زیادہ آنا۔ جرب جس میں پلکوں کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فی تولہ ۸ر

سرمہ نور العین مولوی نورالدین صاحب کا مجرب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکھوں کی بیماریوں میں اکسیر ہے جس میں بڑا جز دمیرا ہے قیمت فی تولہ عہ **آتشک کی گولیاں** قیمت فی ڈبیا ۸ر **آتشک کی تیاں**۔ خواہ کیسا ہی زخم آتشک ہو صرف تین دن میں ... سے خشک ہو جاتا ہے قیمت تین بتی ۴ر **سفوف جریان** (مرد کو ہو یا عورت کو) چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸ر **سفوف سوزاک**۔ قیمت سات خوراک کیلئے ایک روپیہ ۸ر **حبوب بادگولا** یہ گولیاں امراض ہسٹیریا (بادگولا) میں از بس مفید ہیں۔ عورتیں عموماً اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں اور بسبب جن بھوت کے آسیب کا وہم کرکے بہت سا روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں اور اندر ہی اندر گھل گھل کر مرجاتی ہیں ان گولیوں کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ **نفث الدم کی گولیاں** قیمت فی ڈبیا ۸ر **حبوب بواسیر** فی ڈبیا عہ **روغن ...** **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی عہ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۴ر **کہانسی ضیق النفس**۔ قیمت فی ڈبیا عہ **دوائی ناسور**۔ قیمت فی ڈبیا **شمیم** قیمت فی شیشی عہ **بال اڑانے کا پوڈر** فی ڈبیا ۴ر **حب ضیق** کہانے کے لئے ۸ر **روغن دافع امراض گوش**۔ قیمت فی شیشی ۸ر **مرض اٹہرا کی مجرب دوائی** یہ وہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑوں عورتوں کو فائدہ ہوتا ہے جن کے بچے بچپن میں اس مرض سے تلف ہو جاتے ہیں یہ مولوی صاحب کی مجرب چند دوائیں ہیں۔ کچھ تو گولیاں ہونگی جو عورت کو ابتدائے حمل سے شروع کرکے وضع حمل تک کہانی ہونگی کچھ خاص قسم کی دہنی ہوئی اجوائن اور مفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑے گی۔ قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ میں کہائی جاوے گی عنہ۔ **منجن** قیمت فی ڈبیا ۸ر **خارش کی عجیب دوائی** فی ڈبیا ۸ر

لاکھ شہادت کی ایک شہادت

میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمن میرے تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں ... نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا میں امید کرتا ہوں اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو ... کو خود بھی اور انکے ملنے والے بہت لوگوں کو نفع ہوگا۔ الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ آمین

نورالدین

ہر مرض کیلئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بھیجی جاویگی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہیں ہو سکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکھنے کے نہیں کیا جاویگا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہیں بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہاں نہیں ذاتی نفع بھی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبوں کی طرح نہیں۔

نوٹ کسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ کے نہیں دیا جاویگا۔ ایسے صاحب جواب نہ آنے کی شکایت نہ کریں۔

المشتہر

مفتی فضل الرحمن منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہیں ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر میں ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے (۲) اسکا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قائم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں انکے پس ماندگان کو ملا میل حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اسکے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قائل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہئے آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بن کر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کریں ہماری کمپنی پراسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپکو ہمارے دعوے کی صحت کا قائل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ بھیجئے پراسپیکٹس کو آپکی خدمت میں بذ ... پہنچ جائیگا

ایجنٹی کیلئے چند ملازمت یا تحصیلداری یا درخواستیں بنام لالہ جیت رائے صاحب سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئے۔

مرا برف بارید بر پر زاغ نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے جنکے اولاد نہو ان کا بڑھاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بھی اگر بڑھاپے کی حد تک پہونچ گئے ہیں تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہیں۔ **شاہی خضاب** مثل نیل پھلیں کے لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ میں سیاہ بھنور کر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت عا۔ **روح افزا** نامردی لاولدی سستی ضعف باہ و دماغ۔ جریان۔ درد کمر کیواسطے اکسیر ہے۔ پیر کو نوجوان اور نوجوان کو ... بناتا ہے قیمت تین روپے فی شیشی۔ **روح النساء** حیض بے قاعدہ کم یا زیادہ دیر یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو پاؤں پر سوزش ہو غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب ہے فی شیشی قیمت تین روپے **فرانسیسی گلگونہ** چہرے جریان جھائیاں سیاہ داغ و کیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اجلا بنا دیتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت عہ **گولیاں در دغن**۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت عا۔ **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی خارش و تکلیف کے دو منٹ میں نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں قیمت ۸ر فی شیشی **سرمہ ممیرا**۔ دھند۔ غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا۔ موتیا بند ابتدائی کے واسطے اکسیر ہے قیمت عا فی تولہ۔ **بواسیر** خونی۔ بادی۔ جدی۔ یا آتشک سے ہو سب اگر ہوں تو بلا تکلیف کم

خط وکتابت کا پتہ ڈاکٹر کیسر سنگھ ایم۔ اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب